سُورَةُ الْكَهْف

رکوع نمبر ۱ آیات ۱ تا ۱۲ سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ ۱۵ ۱۲

سُوْرَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّعَشْرُ اٰيٰتٍ وَّاِثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ
الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا (1)
قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ
وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ
الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا (2)
مّٰكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا (3)
وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا (4)
مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ
كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ
اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا (5)
فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ
اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا (6)
اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا
لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (7)
وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا
جُرُزًا (8)
اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ
وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا (9)
اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا
رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا
مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا (10)
فَضَرَبْنَا عَلٰٓي اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ
سِنِيْنَ عَدَدًا (11)
ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ
اَحْصٰي لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا (12) ع ۱۲

سورۂ کہف مکی ہے اور اس میں ایک سو دس آیتیں اور بارہ رکوع ہیں

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
سب تعریف خدا ہی کو ہے جس نے اپنے بندے (محمدؐ) پر یہ کتاب
نازل کی اور اس میں کسی طرح کی کجی (اور پیچیدگی) نہ رکھی (1)
(بلکہ) سیدھی (اور سلیس اتاری) تاکہ (لوگوں کو) عذاب سخت
سے جو اس کی طرف سے (آنیوالا) ہے ڈرائے اور مومنوں کو جو نیک عمل کرتے
ہیں خوشخبری سنائے کہ ان کے لئے (ان کے کاموں کا) نیک بدلہ (یعنی بہشت) ہے (2)
جس میں وہ ابدالآباد رہیں گے (3)
اور ان لوگوں کو بھی ڈرائے جو کہتے ہیں کہ خدا نے (کسی کو) بیٹا بنا لیا ہے (4)
ان کو اس بات کا کچھ بھی علم نہیں اور نہ ان کے باپ دادا
ہی کو تھا۔ (یہ) بڑی سخت بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے (اور
کچھ شک نہیں کہ) یہ جو کچھ کہتے ہیں محض جھوٹ ہے (5)
(اے پیغمبر) اگر یہ اس کلام پر ایمان نہ لائیں تو شاید تم ان کے
پیچھے رنج کر کر کے اپنے تئیں ہلاک کردو گے (6)
جو چیز زمین پر ہے ہم نے اسکو زمین کیلئے آرائش بنایا ہے
تاکہ لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں کون اچھے عمل کرنیوالا ہے (7)
اور جو چیز زمین پر ہے ہم اس کو (نابود کر کے) بنجر
میدان کر دیں گے (8)
کیا تم خیال کرتے ہو کہ غار اور لوح والے ہماری
نشانیوں میں سے عجیب تھے؟ (9)
جب وہ جوان غار میں جا رہے تو کہنے لگے کہ اے ہمارے
پروردگار ہم پر اپنے ہاں سے رحمت نازل فرما۔ اور ہمارے
کام میں درستی (کے سامان) مہیا کر (10)
تو ہم نے غار میں کئی سال تک ان کے کانوں پر (نیند کا)
پردہ ڈالے (یعنی ان کو سلائے) رکھا (11)
پھر ان کو جگا اٹھایا تاکہ معلوم کریں کہ جتنی مدت وہ
(غار میں) رہے دونوں جماعتوں میں سے اس کی مقدار کس کو خوب یاد ہے (12)

THE CAVE

Revealed at Mecca

In the name of Allah, the Beneficent, the Merciful.

1. Praise be to Allah, Who hath revealed the Scripture unto His slave, and hath not placed therein any crookedness.

2. (But hath made it) straight, to give warning of stern punishment from Him, and to bring unto the believers who do good works the news that theirs will be a fair reward:

3. Wherein they will abide for ever:

4. And to warn those who say: Allah hath chosen a son.

5. (A thing) whereof they have no knowledge, nor (had) their fathers. Dreadful is the word that cometh out of their mouths. They speak naught but a lie.

6. Yet it may be, if they believe not in this statement, that thou (Muhammad) wilt torment thy soul with grief over their footsteps.

7. Lo! We have placed all that is in the earth as an ornament thereof that We may try them: which of them is best in conduct.

8. And lo! We shall make all that is therein a barren mound.

9. Or deemest thou that the People of the Cave and the Inscription are a wonder among Our portents?

10 When the young men fled for refuge to the Cave and said: Our Lord! Give us mercy from Thy presence, and shape for us right conduct in our plight:

11. Then We sealed up their hearing in the Cave for a number of years:

12. And afterward We raised them up that We might know which of the two parties would best calculate the time that they had tarried.

اسرار و معارف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پ ۱۵ - ع ۱۳ - الحمد للہ الذی انزل ...... الی ...... احصیٰ لما لبثوا امداً - ا تا ۱۲

سورہ کہف بھی مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور اس میں انہی دو سوالوں کے جوابات ارشاد فرمائے گئے جو کفار مکہ نے یہود مدینہ سے پوچھ کر کیے تھے۔ تیسرے سوال کا جواب سورہ بنی اسرائیل میں اجمالاً بیان ہو چکا جو روح کے بارے میں تھا۔ مگر ان دونوں کے جواب مفصل دیئے گئے۔ اگرچہ ان کی تفصیل بھی جغرافیائی محل وقوع تاریخی اعتبار سے زمانہ افراد کی حتمی تعداد وغیرہ باتوں کو بیان نہیں کرتی۔ کہ قرآن حکیم کا موضوع تاریخ و جغرافیہ نہیں بلکہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلانا اور ان کی اصلاح احوال ہے تو جس حد تک واقعہ سے اس امر میں مدد حاصل ہوتی ہو اس حد تک اس واقعہ کو بیان کیا جاتا ہے بلکہ بعض واقعات کے مختلف اجزا مختلف مواقع پر بیان فرمائے گئے کہ وہاں ان کی مثال پیش کرنا مطلوب تھا اور بعض اوقات بعض واقعات کو کئی کئی بار دہرایا گیا جس سے بھی یہی مقصود ہے۔

مفسرین نے اس سورۃ کے بہت زیادہ فضائل نقل فرمائے ہیں اور مختلف فتنوں سے حفاظت کے لیے اس کی تلاوت کا ارشاد فرمایا گیا ہے۔ روزانہ پڑھے یا ہر جمعہ کو پڑھے۔ یا پھر پہلی اور آخری آیات یاد کر کے بطور وظیفہ پڑھنا فتنوں سے حفاظت کا سبب ہے۔

قصہ ان حضرات کا مختصراً یہ ہے کہ اس شہر پر جس کے یہ لوگ باسی تھے ایک ظالم اور کافر دقیانوس نامی بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ مفسرین نے اسے اندلس کا شہر لکھا ہے اور ایشیائے کوچک کا شہر بھی لکھا ہے اور بعض مفسرین نے فلسطین سے نیچے آپلہ یا موجودہ عقبہ کے قریب لکھا ہے جو سب اندازے ہیں اور کوئی بھی قطعی نہیں بلکہ دین عیسوی میں رہبانیت کی بہت فضیلت تھی۔ اس اعتبار سے اکثر لوگوں نے عمریں غاروں میں گذار دیں تو مختلف جگہوں پر ایسے غار ملتے ہیں جن میں فوت شدہ لوگوں کے ڈھانچے پائے گئے ہیں۔ لیکن یہ متعین نہیں کیا جا سکتا کہ جن لوگوں کا قصہ قرآن حکیم میں بیان ہوا ہے وہ یہی اصحاب کہف

ہیں یا یہ ان کا غار ہے رقیم بعض حضرات کے نزدیک ایک وادی کا نام ہے جس میں یہ غار ہے اور بعض حضرات کے نزدیک اس بستی کا نام ہے جس کے یہ لوگ رہنے والے تھے۔ جدید مؤرخین نے بھی اس موضوع پر بہت تحقیق کی ہے مگر نتیجہ سوائے بحث کے کچھ نہیں کہ یقینی اور حتمی بات کوئی نہیں بتا سکتا سوائے اس کے کہ یہ لوگ دینِ عیسوی پر تھے اور چند نوجوان تھے جو امراءِ سلطنت کے کھاتے پیتے گھرانوں کے بچّے تھے۔ بادشاہ ظالم تھا اور قوم بُت پرستی میں مبتلا تھی انہیں اس بات سے نفرت پیدا ہوئی اور ایک قومی اجتماع میں بُت پرستی دیکھ کر وہاں سے الگ ہو گئے۔ مگر بادشاہ کے پاس کسی نے شکایت کر دی اس نے انہیں بلا کر ڈانٹا اور موقع دیا کہ آبائی مذہب اپنا لو ورنہ قتل کر دیئے جاؤ گے۔ انہوں نے موقع سے فائدہ اُٹھایا اور واپس کفر میں جانے پہ آبادی چھوڑنے اور جنگل میں پناہ لینے کو ترجیح دی چنانچہ ایک غار میں پناہ گزین ہوئے اور اللہ سے پناہ چاہی۔ اللہ کریم نے انہیں اپنی قدرتِ کاملہ سے آرام کی نیند سلا دیا۔ اور وہ تین سو نو سال سوتے رہے۔

دریں اثنا زمانہ بدل گیا ملک ایک مسلمان حکمران نے فتح کر لیا جو دینِ عیسوی پر تھا اور جس کا نام بیدُوسیس تھا تب اللہ نے انہیں جگا دیا وہ خوراک حاصل کرنے بازار گئے تو سکّہ دیکھ کر لوگ حیرت میں پڑ گئے۔ چنانچہ بادشاہ تک بات پہنچی اور یوں سارا واقعہ قدرت الٰہی کا کرشمہ اور قیامت میں جی اُٹھنے کا ثبوت بن کر ظاہر ہُوا وہ بادشاہ سے رخصت ہو کر اپنے غار میں آئے تو اللہ نے موت وارد کر دی اور پھر انہیں کوئی نہ دیکھ سکا یہ تو تھا اس سارے قصّے کا اجمالی تذکرہ اب جو بات قرآن نے ارشاد فرمائی حق وہی ہے۔ لہٰذا اس کی طرف ہی متوجّہ ہونا ضروری ہے۔

سب سے پہلے تو اللہ کی عظمت اور بلندئ شان اور احسانِ عظیم کا تذکرہ ہے کہ تمام خوبیاں اور کمالات اسی ذات کے لیے ہیں جس نے اپنے بندے پہ ایسی کتاب نازل فرمائی جس میں کسی طرف کے جھکاؤ یا کسی جانب میلان کا شائبہ تک نہیں۔ فصاحت و بلاغت ہو یا معنوی کمال ہر طرح سے خود ایک سیدھی راہ متعیّن فرمائی ہے اور کسی واقعہ یا طبقہ یا شئے سے متاثّر نہیں ہوتی بلکہ صاف صاف اور حق بات بیان کرتی ہے جو بھی غلطی اور اللہ کی نافرمانی کرے اُسے اس کے شدید اور پریشان کن نتائج سے خبردار کرتی ہے۔

اور ایسے لوگوں کو جنہیں ایمان نصیب ہو جو اپنے ایمان اور عقیدے کا زبانی دعویٰ نہیں کرتے بلکہ ایمان کے مطابق احکام نبویؐ کی پیروی میں نیک کام کرتے ہیں کہ یہی ایمان کا تقاضا ہے انہیں خوشخبری سناتی ہے اور بہترین اجر کی خبر دیتی ہے جس سے وہ ہمیشہ لطف اندوز ہوا کریں گے۔

نیز ان لوگوں کو جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ معاذ اللہ اللہ کی اولاد ہے خاص طور پر اس کے انجامِ بد سے خبردار کرتی ہے کہ ان کے منہ سے نکلنے والی یہ بات بہت بڑی گستاخی ہے جس کے بارے نہ انہیں کوئی علم ہے اور ان کے آباء و اجداد کے پاس کوئی دلیل تھی۔ ایسا کہنے والے لوگ بہت بڑا جھوٹ بولتے ہیں۔

انسانیت پر شفقتِ نبویؐ کا حال

کفّار و مشرکین کی ان خرافات اور گستاخیوں کے باوجود آپ ﷺ کی شفقت کا یہ حال کہ ان کی ایمان سے محرومی کے دکھ میں گویا آپ جان دے دیں گے۔ یعنی آپؐ اس قدر محسوس نہ فرمایئے کہ دنیا امتحان کی جگہ ہے اور کسی کو حکماً مومن نہ بنایا جائے گا۔ اللہ کا یہ احسان کیا کم ہے کہ آپ ﷺ جیسی کریم ہستی اور قرآن جیسی کتاب عطا فرمائی۔ اب فیصلہ ان کا ہے کہ کونسی راہ اپناتے ہیں لہٰذا آپؐ ان باتوں کو اتنی شدت سے محسوس نہ فرمائیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

تو کہ با دشمناں نظر داری　　　　دوستاں را کجا کنی محروم

مال و دولتِ دنیا باعثِ زینت ہے

زمین پر ہم نے جو بھی بنایا ہے وہ سب دنیا کی سجاوٹ، زینت اور خوبصورتی کا سبب ہے۔ اور لوگوں کو اپنی طرف راغب کر لیتا ہے مگر مقصد حصولِ دنیا میں کمال حاصل کرنا نہیں۔ بلکہ آزمائش ہی یہی ہے کہ اس زیب و زینت کو راستے کی دیوار نہ بناتے ہوئے کون بہترین اور اچھے کام کرتا ہے۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کو مال و دولتِ دنیا سے عزیز تر رکھتا ہے۔ اور یہ سب رونق ایک خاص وقت تک کے لیے ہے۔ آخر کو یہ سب تباہ و برباد کر کے دنیا کو ایک چٹیل میدان کر دیا جائے گا۔

تو اے مخاطب تیرے خیال میں اصحابِ کہف والرقیم کا حال ہماری قدرت کے کمال کی بہت عجیب و غریب بات ہے۔ یعنی یہ اتنی بڑی بات نہیں بلکہ ارض و سما کی تخلیق ایک وسیع نظام کا قیام اور اس کا مسلسل چلنا یہ سب کچھ اس بات سے عجیب تر ہے جسے تم کوئی اہمیت نہیں دے رہے اور اس کی عظمت کا اقرار نہیں کرتے۔ چند آدمیوں کو باقی رکھنا عجیب ہے یا ایک کائنات کو قائم رکھنا۔

چنانچہ وہ بات اس طرح ہے کہ چند نوجوانوں نے ایک ظالم حکمران سے بھاگ کر اور ساری دولتِ دُنیا کو اپنے ایمان پر قربان کر کے ایک غار میں پناہ لی۔ اور اللہ کو پکارا کہ اے ہمارے رب ہم پر اپنی رحمت کی بارش کر اور ہمارے کام کو دُرست کر دے یعنی تیری خاطر جہان سے مُنہ موڑ کر جب ہم نے غار کو اپنایا ہے تو ہمارے اس کام کو کامیاب فرما یہ نہ ہو کہ ہم مجبور و لاچار ہو کر پھر کفّار کے ہتّھے چڑھ جائیں۔

مقبُولیتِ دُعا کی شرط

گویا جو دُعا دُنیاوی مُفادات سے بالا ہو کر محض دینی فائدے اور حصُولِ قربِ الٰہی کے جذبے سے کی جائے وہ ضرور قبول ہوتی ہے خواہ وہ امر عقلاً محال بھی ہو۔ چنانچہ ہم نے انہیں غمِ دُنیا، خوفِ کفّار اور حوائجِ ضروریہ سب سے بچانے کے لیے ان پر گہری نیند طاری کر دی جو برسوں ان پر طاری رہی یعنی تین صدیاں بیت گئیں۔ تو ایک روز انہیں بیدار کر دیا کہ دیکھیں ان میں سے کون سمجھ پاتا ہے کہ اس آغوشِ رحمت میں کتنا عرصہ بیت گیا۔ کہ خود ان میں سے بعض کا خیال تھا کہ تھوڑی دیر ہی گذری ہے۔ یعنی دن کا کچھ حصّہ اور بعض نے کہا کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور دُنیا کے لوگوں کو بھی ایک بہت بڑی نشانی دکھائی جائے جو اس کی قدرت پہ دلالت کرتی ہو۔

رکوع نمبر ۲ | آیات ۱۳ تا ۱۷ | سُبحٰنَ الَّذِیٓ ۱۵/۱۴

نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَيۡكَ نَبَاَهُمۡ بِالۡحَقِّ‌ؕ اِنَّهُمۡ فِتۡيَةٌ اٰمَنُوۡا بِرَبِّهِمۡ وَزِدۡنٰهُمۡ

ہم ان کے حالات تم سے صحیح صحیح بیان کرتے ہیں۔ وہ کئی جوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور

13. We narrate unto thee their story with truth. Lo! they were young men who believed in their Lord, and We increased

هُدًى ﴿۱۳﴾

ہم نے ان کو اور زیادہ ہدایت دی تھی ﴿۱۳﴾

them in guidance.

وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾

اور ان کے دلوں کو مربوط (یعنی مضبوط) کر دیا جب وہ (اٹھ) کھڑے ہوئے تو کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار آسمانوں اور زمین کا مالک ہے ہم اس کے سوا کسی کو معبود (سمجھ کر) نہ پکاریں گے (اگر ایسا کیا) تو اس وقت ہم نے بعید از عقل بات کہی ﴿۱۴﴾

14. And We made firm their hearts when they stood forth and said: Our Lord is the Lord of the heavens and the earth. We cry unto no god beside Him, for then should we utter an enormity.

هٰۤؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴿۱۵﴾

ان ہماری قوم کے لوگوں نے اس کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں۔ بھلا یہ ان (کے خدا ہونے) پر کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں لاتے۔ تو اس سے زیادہ کون ظالم ہے جو خدا پر جھوٹ افترا کرے ﴿۱۵﴾

15. These, our people, have chosen (other) gods beside Him though they bring no clear warrant (vouchsafed) to them. And who doth greater wrong than he who inventeth a lie concerning Allah?

وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾

اور جب تم نے ان (مشرکوں) سے اور جن کو یہ خدا کے سوا عبادت کرتے ہیں ان سے کنارہ کر لیا ہے تو غار میں چل رہو۔ تمہارا پروردگار تمہارے لئے اپنی رحمت وسیع کر دیگا اور تمہارے کاموں میں آسانی (کے سامان) مہیا کر یگا ﴿۱۶﴾

16. And when ye withdraw from them and that which they worship except Allah, then seek refuge in the Cave; your Lord will spread for you of His mercy and will prepare for you a pillow in your plight.

وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾

اور جب سورج نکلے تو تم دیکھو کہ (دھوپ) ان کے غار سے داہنی طرف سمٹ جائے اور جب غروب ہو تو ان سے بائیں طرف کترا جائے اور وہ اس کے میدان میں تھے۔ یہ خدا کی نشانیوں میں سے ہیں۔ جس کو خدا ہدایت دے وہ ہدایت یاب ہے۔ اور جس کو گمراہ کرے تو تم اس کے لئے کوئی دوست راہ بتانے والا نہ پاؤ گے ﴿۱۷﴾

17. And thou mightest have seen the sun when it rose move away from their cave to the right, and when it set go past them on the left, and they were in the cleft thereof. That was (one) of the portents of Allah. He whom Allah guideth, he indeed is led aright, and he whom He sendeth astray, for him thou wilt not find a guiding friend.

اسرار و معارف

پ۱۵ - ع ۱۴ - نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ ..... الی ..... فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۱۳ تا ۱۸

تو سنیئے ہم نے آپ کو ان واقعہ کا ٹھیک بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے تو بہت بے سر و پا باتیں اس میں شامل کر رکھی ہوں گی۔ لہٰذا ارشاد ہوا کہ درست واقعات یہاں کتاب میں بیان کیے جاتے ہیں کہ وہ کچھ نوجوان تھے۔ جو اللہ پر ایمان لائے۔ اپنے پروردگار کی عظمت کو خلوصِ دل سے تسلیم کر لیا تو ہم نے ان کے لیے راہ ہدایت کی سوجھ بوجھ بڑھا دی اور انہیں نیکی اور بدی میں فرق کا احساس شدت سے

ہو گیا ایسا کہ جو بدی کو چھوڑنے اور نیکی کو اپنانے پر مجبور کر دے۔

ایمان کی خصوصیت

اس جگہ ایمان کی خصوصیت ارشاد ہوئی ہے۔ کہ اگر خلوص نصیب ہو تو ایمان کے باعث اللہ کی طرف سے شعور بیدار ہو جاتا ہے۔ نیکی اور بُرائی کا نہ صرف فرق سمجھ آنے لگتا ہے بلکہ آدمی بڑی سے بڑی قربانی دے کر نیکی اپنانے کی کوشش کرتا ہے اور بُرائی سے بچنے کی بھرپور سعی کرتا ہے۔ لہٰذا دعوائے ایمان کے ساتھ مسلسل بُرائی کرنا غالباً خلوص میں کمی کی علامت ہے۔ ورنہ جذبۂ خلوص پہ اس کا قدرتی پھل ضرور لگتا ہے۔ اور خلوصِ قلب کا خاصہ ہے اسی لیے گروہ صوفیا ذکرِ قلبی پہ بہت زور دیتے ہیں نیز ذاکرین کے لیے بھی یہی معیار ہے کہ ذکرِ قلبی کی بدولت نیکی طبعاً مرغوب ہونے لگے اور بدی سے نفرت پیدا ہو جائے۔

خلوصِ قلبی پہ دُوسرا انعام

ہم نے ان کے دلوں سے ایک خاص تعلق کے ذریعے ان کو بہت مضبوط کر دیا۔ یہ خلوصِ قلبی پہ دوسرا انعام مرتب ہوتا ہے کہ ہدایت سے مراد نیکی کی پہچان ہے تو قلب کے رابطے اور مضبوطی سے مراد دل کی وہ جرأتِ رندانہ ہے کہ سب کچھ قربان کر کے بھی اللہ کی اطاعت ہی کو اختیار کرنے کا حوصلہ پا لے۔

رابطہ

راہِ سلوک میں لطائف کی درستی اور قلب کی روشنی کے بعد شیخ توجہ اور ہمت سے طالب کے قلبی انوارات کا رشتہ عرشِ عظیم سے استوار کرتا ہے۔ اور اُسے یہ حال نصیب ہوتا ہے کہ اللہ پر اس کے دل سے جو نور اٹھتا ہے وہ عرشِ عظیم سے جا کر لگے اس کو رابطہ کہا جاتا ہے۔ جب یہ رابطہ مضبوط ہو جائے تو رُوح کے لیے زینہ کا کام دیتا ہے اور رُوح اس پہ سفر کر کے عالمِ بالا میں داخل ہو سکتی ہے جس کی منازل میں سے پہلی منزل احدیت کے نام سے موسوم ہے۔ غالباً اس کا تذکرہ پہلے گذر چکا۔ دُنیا کے اعتبار سے اس قلبی حال کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کا حامل جان دے کر بھی اللہ کی اطاعت ہی اختیار کرتا ہے۔

چنانچہ جب ان جوانوں کے قلوب کو یہ ربط نصیب ہُوا تو انہوں نے اعلان کر دیا کہ ہمارا رب تو وہی ہے جو زمین اور آسمانوں کا پروردگار ہے ہم اس کی ذات کے سوا کسی کو معبود قبول نہیں کرتے کہ یہ

شان صرف اس کی ہے۔ ساری کائنات کا اکیلا پروردگار اکیلا ہی عبادت کا مستحق بھی ہے۔ یہ محض ہمارے کہنے کی بات نہیں۔ بلکہ حق یہی ہے۔ خدانخواستہ اگر ہم بھی اس کے خلاف کہہ دیں جیسے باقی کی ساری قوم کہہ رہی ہے تو اس کی شان میں کوئی فرق نہ آئے گا اُلٹا ہماری بات ہی خلافِ عقل اور جاہلانہ ہوگی۔

نوجوانوں پہ زیادہ توجّہ کی ضرورت

یہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ عادات کو بدلنا بھی نوجوانوں کے لیے آسان ہوتا ہے اور بوڑھوں کے لیے مشکل نیز کچھ کر گذرنے کا جذبہ جو جوانی میں ہوتا ہے بڑھاپے میں سرد پڑ جاتا ہے۔ لہٰذا انقلابی تبدیلی کے لیے نوجوان نسل پر بھرپور توجّہ کی ضرورت ہے۔ خود نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے والوں میں نوجوانوں کی کثرت تھی جو ابتدا سے اسلام میں آگے آئے۔

رہی بات ہماری قوم کی مشرکانہ رسومات اور کافرانہ عقائد کی کہ انہوں نے اللہ کی ذات کے علاوہ مختلف بتوں کی پوجا شروع کر رکھی ہے اور اس کے علاوہ ان کو معبود بنایا ہوا ہے تو اپنی بات پر کوئی دلیل کیوں نہیں لاتے جیسے اللہ کی تخلیق اور بقائے عالم ہی اس کی عظمت پہ گواہی کے لیے کافی ہے۔ ان کے معبودانِ باطلہ نے کیا تخلیق کیا اور کس کے پروردگار ہیں جبکہ وہ خود ایک ادنیٰ درجے کی مخلوق یعنی مٹی، گارا یا پتھر ہیں۔

مشرکانہ رسومات اور بدعات دراصل ذاتِ باری پر بہتان باندھنے کے برابر ہے۔

اور اس سے بڑھ کر کسی ظلم کا تصوّر تک نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی اللہ پر جھوٹ بولے کہ کسی بھی رسم کو ثواب بتانا یا ماننا جبکہ شرعاً اس کا ثبوت نہ ہو تو وہ اللہ پہ جھوٹ باندھنے کے مترادف ہے کہ کسی کام کو ثواب یا پسندیدہ بتانا یہ خود اللہ کا منصب ہے اور نبی اللہ ہی کے حکم سے بتاتا ہے۔ اپنی طرف سے رسومات اور بدعات ایجاد کرنے والا گویا اللہ پر جھوٹ بولتا ہے اور بہتان لگاتا ہے جو اتنا بڑا جرم ہے کہ ایسے لوگوں سے مل کر رہنا بھی خطرے سے خالی نہیں کسی وقت بھی عذابِ الٰہی آسکتا ہے۔

لہٰذا انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ جب ہم نے قوم کے معبودانِ باطلہ کو چھوڑا ان کی رسومات و خرافات

سے الگ ہوئے تو اب ان کے ساتھ رہنا درست نہیں۔ خواہ دُنیا کی ساری نعمتیں چھوڑنا پڑیں۔ ماحول دوست احباب، رشتہ دار، گھربار، آرام یہ سب قربان کیا جا سکتا ہے۔ اور عالیشان مکانوں کی جگہ غار میں وقت بسر کر لو مگر ان سے الگ ہو جاؤ۔

جہاں اللہ کی عبادت نہ ہو سکتی ہو وہ جگہ چھوڑ دینا یہ انبیاء کی سُنّت ہے۔

گویا قانون یہ ہے اور یہی تمام نبیوں کا طریقہ ہے کہ جس آبادی میں اللہ کی عبادت نہ ہو سکتی ہو یا عقائد محفوظ نہ رہ سکتے ہوں اسے چھوڑ دیا جائے کہ اس سے ویرانے بہتر ہیں۔ اس میں ان لوگوں کے لیے درسِ عبرت ہے جو رات دن گھربار بیچ کر یورپ اور مغربی دُنیا جانے کو تیار بیٹھے ہیں۔

چنانچہ ان نوجوانوں نے ایک غار میں پناہ لینے کا فیصلہ کیا کہ جب ہم اسبابِ دُنیا کو اللہ کے لیے چھوڑ دیں گے تو وہ ہمیں اپنی رحمت سے ڈھانپ لے گا اور اپنی قدرتِ کاملہ سے ہمارے آرام و سکون کا اہتمام کر دے گا۔

اصحابِ کہف پر اللہ کا انعام اور اُن کی کرامات:

چنانچہ جب انہوں نے اس وجہ سے وہ اختیاری اسباب جو ان کے آرام کے تھے ترک کر دیئے کہ وہ انہیں اللہ کی راہ سے ہٹا نہ دیں تو اللہ نے ان اسباب کو بھی ان کی خدمت پر لگا دیا جن پہ ان کا اختیار نہ تھا مثلاً انہوں نے قیمتی مکان چھوڑے تو اللہ نے کھلی چھت کے نیچے بھی سورج کی تمازت اور دھوپ کی گرمی کو ان سے روک دیا اور اے مخاطب تو دیکھے گا کہ ہر طلوع و غروب کے وقت سُورج اپنا دامن ان سے بچاتا ہے اور اپنی کرنوں کو ان سے روک کر بکھیرتا ہے کہ انہیں دُھوپ پریشان نہ کر سکے حالانکہ وہ غار کی ڈھکی ہُوئی جگہ پر نہیں بلکہ کھُلی ہُوئی جگہ میں آرام کر رہے ہیں۔

اکثر علماء نے غار کی سمت کا اندازہ لکھا ہے کہ اس کا رُخ شمالاً جنوباً ہو تو دُھوپ نہ لگے بعض نے ریاضی کے قواعد سے طول بلد اور عرض بلد کی بحث سے ثابت کرنا چاہا ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ یہ خرقِ عادت

ہے اور اُسے اُن کی کرامت کے طور پہ قدرتِ کاملہ کی بہت بڑی نشانی کہہ کر بیان فرمایا ہے۔

کہ ارشاد ہوتا ہے کہ یہ اس کی قدرتِ کاملہ کی بہت بڑی نشانی ہے کہ کچھ لوگ سرمیدان آرام کر رہے ہیں اور موسم اپنے اثرات کا دامن ان سے سمیٹ رہے ہیں نہ صرف یہ کہ دھوپ نے ان پہ اثر نہ کیا بلکہ تمام موسموں کے تغیرّ و تبدل کا بہت بڑا مرکز بھی تو سورج ہے اور تین سو نو سال ان کے وجودوں پر کسی موسم نے کوئی اثر نہ کیا نہ صرف وجود بلکہ لباس تک فرسودہ نہ ہوئے نہ ان پہ گرد پڑی اور نہ بارش نہ گرمی و سردی نے متاثر کیا اور نہ طوفانی ہواؤں نے چھیڑا کہ اللہ نے اُن اسباب کو جن پر اُن کا اختیار نہ تھا ان کی حفاظت پہ لگا دیا اور یہ اس کی قدرتِ کاملہ کی دلیل بھی ہے۔

لہٰذا یاد رکھو کہ اللہ کو دل کی گہرائی سے ماننا ہی باعثِ کمال ہے کہ جو اللہ سے تعلق قائم کرے اور اللہ اس کو ہدایت دے وہی ہدایت پا سکتا ہے اور جسے اللہ محروم کر دے یعنی اللہ کے لیے اس کے دل میں خلوص نہ ہو اور اللہ اُسے گمراہ کر دے تو پھر نہ کوئی اُسے ہمدرد نصیب ہوتا ہے اور نہ کوئی مرشد جو اسے راہ پہ لے آئے۔ گویا شیخ کا ملنا بھی عطائے باری ہے۔

رکوع نمبر ۳ — آیات ۱۸ تا ۲۲ — سُبحٰن الّذی ۱۵/۱۵

وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖ
وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ
الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ
بِالْوَصِيْدِ ۭ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ
مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿١٨﴾
وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَاۗءَلُوْا بَيْنَهُمْ ۭ
قَالَ قَاۗىِٕلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۭ قَالُوْا
لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالُوْا رَبُّكُمْ
اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۭ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ
بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ
اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ
مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ﴿١٩﴾

اور تم اُن کو خیال کرو کہ جاگ رہے ہیں۔ حالانکہ وہ سوتے ہیں۔ اور ہم اُن کو دائیں اور بائیں کروٹ بدلاتے تھے۔ اور اُن کا کُتا چوکھٹ پر دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا۔ اگر تم اُن کو جھانک کر دیکھتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے اور اُن سے دہشت میں آجاتے ﴿۱۸﴾

اور اسی طرح ہم نے اُن کو اٹھایا تاکہ آپس میں ایک دُوسرے سے دریافت کریں۔ ایک کہنے والے نے کہا کہ تم (یہاں) کتنی مدت رہے؟ اُنہوں نے کہا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم۔ اُنہوں نے کہا کہ جتنی مدت تم رہے ہو تمہارا پروردگار ہی اس کو خوب جانتا ہے۔ تو اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر کو بھیجو وہ دیکھے کہ نفیس کھانا کونسا ہے تو اس میں سے کھانا لے آئے اور آہستہ آہستہ آئے جائے اور تمہارا حال کسی کو نہ بتائے ﴿۱۹﴾

18. And thou wouldst have deemed them waking though they were asleep, and We caused them to turn over to the right and the left, and their dog stretching out his paws on the threshold. If thou hadst observed them closely thou hadst assuredly turned away from them in flight, and hadst been filled with awe of them.

19. And in like manner We awakened them that they might question one another. A speaker from among them said: How long have ye tarried? They said: We have tarried a day or some part of a day, (others) said: Your Lord best knoweth what ye have tarried. Now send one of you with this your silver coin unto the city, and let him see what food is purest there and bring you a supply thereof. Let him be courteous and let no man know of you.

إِنَّهُمْ إِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ
يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَن تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ﴿٢٠﴾
وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ
وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ
فِيهَا إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ
فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا رَّبُّهُمْ
أَعْلَمُ بِهِمْ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ
أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا ﴿٢١﴾
سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَ
يَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا
بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ
قُل رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا
قَلِيلٌ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا
وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا ﴿٢٢﴾ ع ۵ ۱۵

اگر وہ تم پر دسترس پالیں گے تو تمہیں سنگسار کردیں گے یا
پھر اپنے مذہب میں داخل کرلیں گے اور اُس وقت تم کبھی فلاح نہیں پاؤ گے ﴿٢٠﴾
اور اسی طرح ہم نے (لوگوں کو) ان (کے حال) سے خبردار کردیا تاکہ وہ
جانیں کہ خدا کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت (جس کا وعدہ کیا جاتا ہے)
اس میں کچھ شک نہیں۔ اس وقت لوگ ان کے بارے میں
باہم جھگڑنے لگے اور کہنے لگے کہ ان (کے غار) پر عمارت بنادو۔ ان کا پروردگار
ان (کے حال) سے خوب واقف ہے۔ جو لوگ ان کے معاملے میں غلبہ رکھتے تھے
وہ کہنے لگے کہ ہم ان (کے غار) پر مسجد بنائیں گے ﴿٢١﴾
(بعض لوگ) اٹکل پچو کہیں گے کہ وہ تین تھے (اور) چوتھا
اُن کا کتا تھا اور (بعض) کہیں گے کہ وہ پانچ تھے اور چھٹا
ان کا کتا تھا۔ اور (بعض) کہیں گے کہ وہ سات تھے اور آٹھواں
اُن کا کتا تھا۔ کہہ دو کہ میرا پروردگار ہی اُن کے شمار سے خوب واقف ہے اُن کو
جانتے بھی ہیں تو تھوڑے ہی لوگ (جانتے ہیں) تو تم اُن (کے معاملے) میں گفتگو
نہ کرنا مگر سرسری سی گفتگو اور نہ اُن کے بارے میں اُن میں سے کسی سے کچھ دریافت ہی کرنا ﴿٢٢﴾

20. For they, if they should come to know of you, will stone you or turn you back to their religion; then ye will never prosper.

21. And in like manner We disclosed them (to the people of the city) that they might know that the promise of Allah is true, and that, as for the Hour, there is no doubt concerning it. When (the people of the city) disputed of their case among themselves, they said: Build over them a building; their Lord knoweth best concerning them. Those who won their point said: We verily shall build a place of worship over them.

22. (Some) will say: They were three, their dog the fourth, and (some) say: Five, their dog the sixth, guessing at random; and (some) say: Seven, and their dog the eighth. Say (O Muhammad): My Lord is best aware of their number. None knoweth them save a few. So contend not concerning them except with an outward contending, and ask not any of them to pronounce concerning them.

اسرار و معارف

پ ۱۵ - ع ۱۵ - وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا ..... الى ..... مِنْهُمْ اَحَدًا - ۱۸ تا ۲۲

جو بھی انہیں دیکھے وہ سمجھے گا کہ یہ جاگ رہے ہیں۔ یعنی نیند کے اثرات تک اس سے ظاہر نہیں ہو پا رہے جیسے آنکھوں کا بند ہونا یا بدن کا ڈھیلا پن یا سانس کا اکھڑنا بلکہ صدیوں کی نیند بھی محض ان کے آرام اور قدرتِ الٰہی کے اظہار کے لیے ہے۔ ان پر اپنا وہ اثر بھی مرتب نہیں کر پا رہی جو عام حالات میں چند لمحے سونے والے انسان پر بھی مرتب ہوتا ہے اور لطف یہ ہے کہ وہ سو بھی رہے ہیں۔ ان کے اس نیند کے دور میں ہم خود یعنی ذاتِ باری خود ان کو کروٹیں تبدیل کراتی ہے۔ کبھی دائیں اور کبھی بائیں۔

قربِ الٰہی کا عجیب حال

یعنی ان پر ربِ جلیل کا اس قدر احسان ہے کہ نہ یہ کہ صرف خارجی اثرات انہیں متاثر نہیں کر سکتے جیسے موسم وغیرہ یا وجود کی حالت انہیں تھکا نہیں پا رہی ہے جیسے مسلسل نیند بلکہ فطری طور پر جو کام خود ان کے وجودوں کو کرنا چاہیے

تھا کہ نیند میں تھک جاتے تو کروٹ بدل لیتے وہ بھی ہم ذاتی طور پر کر رہے ہیں اور اُنہیں کروٹیں تک تبدیل کروا رہے ہیں۔ یہی حال اہلِ حق کے لیے مطلوب ہوتا ہے کہ ہر حرکت وسکون اللہ کی خاطر ہو جائے اور یہ قربِ الٰہی سے نصیب ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ بندہ میرا قرب حاصل کرتا ہے اور اس حال کو پا لیتا ہے کہ مَیں اس کے ہاتھ پاؤں اور سماعت وبصارت بن جاتا ہوں۔

نیک لوگوں کی معیت اور ان کا ساتھ بجائے خود حصولِ رحمت کا باعث ہے۔

ان کی ذات کی تو بات ہی الگ جب وہ شہر سے نکلے تو ایک کُتّا جو انہوں نے پال رکھا تھا ان کے ساتھ ہو لیا۔ تو رحمتِ باری نے اُس کُتّے کو ضائع نہیں ہونے دیا اور اُسے بھی زمانے تک کے اثر سے محفوظ کر دیا اور موسموں کے اثرات سے بھی بچا لیا۔ چنانچہ وہ بھی اسی غار کے دہانے پر مزے سے پاؤں پھیلائے بیٹھا رہا۔

مفسّرین فرماتے ہیں کہ صلحا کے ساتھ لگ کر کُتّا بھی محروم نہ رہا تو ایک مومن اہل اللہ کے ساتھ لگ کر کیا کچھ حاصل کر سکتا ہے۔ بخاری شریف کی ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ مسجد سے باہر تشریف لا رہے تھے کہ دروازے پر ایک شخص نے سوال کیا یا رسُولؐ اللہ قیامت کب ہوگی فرمایا کیا تم نے تیاری کر رکھی ہے تو شرمندہ سا ہو کر بولا۔ نماز روزہ اور صدقات وغیرہ تو زیادہ نہیں مگر اللہ اور اس کے رسُول کی محبّت میرا سرمایہ ہے تو فرمایا سن لو قیامت میں تم اسی کے ساتھ ہوگے جس سے محبّت رکھتے ہو حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسلام لانے کے بعد یہ ارشاد سُن کر سب سے زیادہ خوشی محسوس ہوئی اور فرماتے تھے مَیں اللہ سے، اس کے رسُول ﷺ سے اور ابو بکر و عُمر رضی اللہ عنہما سے محبّت رکھتا ہوں۔ لہٰذا اُن کے ساتھ کا اُمیدوار ہوں اور لوگوں سے ان کی حفاظت کا باعث ایک قدرتی رعب اور جلال کو بنا دیا ہے۔ کہ اے مخاطب اگر تو اس جگہ جھانک بھی لے جہاں وہ ہیں تو ایسی دہشت طاری ہو جائے کہ پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہو۔ یہ ایک اور خرقِ عادت ہے کہ کفّار اگر وہاں پہنچ بھی جاتے تو بجائے انہیں نقصان پہنچانے کے اُلٹے قدموں بھاگ کھڑے ہوتے۔

چنانچہ صدیوں بعد انہیں پھر سے بیدار کر دیا گیا تو سوال پیدا ہُوا کہ ہم نے یہاں کتنا وقت سو کر گذارا کہ بھوک سی لگ رہی ہے یہ ایک اور خرق عادت امر تھا کہ صدیاں بغیر غذا کے گذر گئیں مگر بیداری پر وجُود پہ ان کا کوئی اثر نہ تھا بلکہ معمول کے مطابق کھانے کی طلب ہوئی اور کہنے لگے کیا خیال ہے ہم کتنی دیر سوئے ہیں تو بعض نے کہا ابھی دن تو گذر رہی گیا یا دن کا بیشتر وقت تو سوتے ہی کٹا کہ اب تو بھوک بھی لگ رہی ہے ۔ یہ پھر ایک اور خرقِ عادت اور کرامت تھی۔ کہ صدیوں کی طوالت انہیں اپنا احساس تک نہ دلا سکی تو کہنے لگے رب کریم ہی بہتر جانتا ہے کتنا وقت گذرا۔ بھلا اب اس بحث کی کیا ضرورت ۔ یہ تو وہی بہتر جانتا ہے کہ کتنا وقت گذرا۔ اب ایسا کرو کہ کسی کو رقم دے کر روانہ کرو کہ شہر سے دیکھ بھال کر حلال اور پاکیزہ کھانا لیتا آئے اور بہت سلیقے سے جائے کہ وہ لوگ تم سے باخبر نہ ہونے پائیں ورنہ تو وہ ہر ظلم روا رکھیں گے اگر کفّار کو ہمارے حال کی خبر ہوگئی اور انہوں نے ہم پر قابو پا لیا تو پتّھر مار مار کر ہی مار ڈالیں گے۔ یا یہ چاہیں گے کہ ہم لوگ واپس انہی کے مذہب کو اپنا لیں اور اگر ایسا ہُوا تو ہمیشہ کی بھلائی سے محرومی کا سبب بن جائے گا۔

اس سے ظاہر ہے کہ غار شہر سے قریب ہی تھا اور چند ضروری امور جو یہاں سے مستفاد ہوئے وہ یہ ہیں۔

ضرورت کے لیے سرمایہ کمانا توکّل کے خلاف نہیں

کہ اللہ کریم نے اُن کے توکّل علی اللہ کو سراہا ہے۔ مگر ان کے پاس بھی ضرورت کے لیے خرچ کا اہتمام تھا۔ لہٰذا جائز سرمایہ کا ہونا توکّل کے خلاف نہیں۔

پاکیزہ اور حلال کھانا

چونکہ ان کی قوم بُتوں پہ چڑھاوے چڑھاتی اور حرام کھاتی تھی لہٰذا خصُوصاً اہتمام کیا کہ جو بھی جائے دیکھ بھال کے حلال اور پاکیزہ کھانا لائے۔ یعنی اگر گوشت حلال نہ ہو تو سبزی وغیرہ یا کوئی اور پاکیزہ کھانا لے آئے تو جن ممالک یا شہروں میں حرام کھایا جاتا ہے اور فروخت ہوتا ہے وہاں بلا تحقیق کھانا جائز نہیں۔ خصُوصاً دیارِ مغرب میں رہنے والے مسلمانوں کو اس کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

۱۔ اور فقہی اعتبار سے علماء کا ارشاد ہے کہ مال میں شرکت جائز ہے اور مشترکہ مال سے کسی ایک کو وکیل

بنایا جا سکتا ہے کہ دوسروں کی طرف سے تصرف کرے۔ نیز کھانے پینے میں بھی شراکت جائز ہے جب بخوشی ہو۔

چنانچہ حکمتِ الٰہیہ سے ان کا بھید ظاہر کر دیا گیا۔ مفسرین نے پورا واقعہ نقل فرمایا ہے کہ وہ ظالم بادشاہ تو مر کھپ گیا اور مسلمان اور نیک بادشاہ وہاں حکمران تھا کہ آخرت کے بارے لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا جیسا آج کل ہمارے ہاں حیاتِ برزخ کا انکار پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ بادشاہ دُعا کیا کرتا تھا کہ اللہ تو اپنی قدرتِ کاملہ سے کوئی نشانی ظاہر کر دے کہ بحث سے تو بات طے ہونے سے رہی۔ ادھر اللہ نے اصحابِ کہف کو جگا دیا ان کا آدمی جب دوکاندار کے پاس سکّہ لے کر گیا تو وہ تین سو سال پہلے کا تھا۔ اسے بہت حیرت ہوئی۔ دُوسروں کو بتایا اور جُوں جُوں تفتیش کی حیرت بڑھتی گئی۔ آخر بات بادشاہ تک پہنچی اور سب کو علم ہوا کہ گذشتہ اہم واقعات میں ان کے بھاگ کر روپوش ہونے کا قصّہ تو تھا لہٰذا قیامِ قیامت اور حیاتِ آخرت پر ایک بہت بڑی دلیل سامنے آگئی اور سب کو واضح ہو گیا کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ کسی کو صدیوں بغیر اسباب کے زندہ رکھے تو وہ اس پر بھی قادر ہے کہ برزخ میں عذاب و ثواب دے مٹی ہو جانے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پہ بھی ویسا ہی قادر ہے اور اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت یقیناً قائم ہو گی جس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔

کرامتِ ولی کا حاصل

جس طرح نبی کا معجزہ نبوّت کو ثابت کرنے کے لیے ہوتا ہے اسی طرح ولی کی کرامت دین کے اثبات و احیاء کے لیے ہوتی ہے کہ در اصل نبی ہی کا معجزہ ولی کے ہاتھ پہ صادر ہو کر کرامت کہلاتا ہے اور نبی کی صداقت کا ثبوت بنتا ہے۔

چنانچہ جب ان کا سب حال واضح ہو گیا تو اللہ نے انہیں موت دے دی۔ اب لوگوں میں اس بات پہ بحث شروع ہوئی کہ یہ بہت بڑا واقعہ تھا۔ اس کی شان کے مطابق اس کی یادگار بنائی جائے مگر پھر یادگار میں کیا لکھا جائے۔ یہ کون لوگ تھے کیا نام تھے، خاندان کونسا تھا وغیرہ تو یہ سب امور تو صرف اللہ کے علم میں تھے کہ اُن کے اظہار سے تاریخ بیان کرنا مقصد نہ تھا بلکہ لوگوں کو ہدایت

کی طرف بُلانا مقصود تھا جو حاصل ہو گیا تو تھک ہار کر وہ لوگ بھی کہنے لگے کہ ان کے حالات کو اللہ ہی جانتا ہے۔ مگر یہ طے ہے کہ اللہ کے مقبول بندے تھے۔ لہٰذا نیک لوگوں نے جو صاحبِ اقتدار تھے فیصلہ کیا کہ غار پر ایک مسجد بنا دی جائے کہ جو یہاں آئے اللہ کی عبادت کر سکے۔

مزاراتِ اولیاء کے ساتھ مساجد

مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس سے ثابت ہے کہ اہلِ اللہ کے مزارات کے ساتھ مساجد بنانا منع نہیں ہاں خود قبر کو سجدہ کرنا اور سجدہ گاہ بنانا حرام اور شرک ہے۔ اب جو بات مقصد کے لیے مفید تھی وہ تو بیان ہو گئی۔ اب یہ لوگ بحث کریں گے کہ وہ لوگ تین تھے۔ اور چوتھا کُتا تھا یا بعض کہیں گے پانچ تھے اور چھٹا کُتا تھا یہ سب بحث بغیر کسی ٹھوس ثبوت اور مضبوط دلیل کے کرتے چلے جائیں گے۔ کوئی یہ بھی کہہ دیں گے کہ سات افراد تھے اور آٹھواں کُتا تھا تو فرما دیجئے کہ ان کی تعداد کیا تھی۔ یہ بات اللہ کریم ہی خوب جانتے ہیں کہ تعداد کا کم یا زیادہ ہونا تو لوگوں کی ہدایت کے لیے ضروری نہیں ہاں جو حصہ ضروری تھا بیان ہُوا تو اب ایسے لوگ بہت کم ہیں جو تعداد بھی جانتے ہوں یعنی اللہ کو علم بخش دے تو محال بھی نہیں اور ظاہری اسباب تو ایسے موجود نہیں کہ ہر کوئی جان سکے۔ لہٰذا اسی بحث ہی میں مت پڑیئے اور ان میں سے کسی سے بھی اس موضوع پر کچھ معلوم کرنے کی کوشش نہ کیجئے کہ جتنا ضروری تھا اللہ نے بیان کر دیا اور غیر ضروری کے لیے کاوش فضول ہے۔

غیر ضروری امور میں بحث سے اجتناب چاہیئے

لہٰذا یہ بھی طے ہو گیا کہ ضروری امور میں محض بحث نہ کی جائے بلکہ بحث و تمحیص سے دلائل کو جانچا جائے اور نہایت وقار اور تحمل سے گفتگو کی جائے۔ نیز حق بات کو قبول کیا جائے اور غیر ضروری باتوں میں جن کا عقیدے یا عمل سے تعلق نہ ہو سرے سے بحث ہی نہ کی جائے کہ وقت اور قوت کے ضیاع کے ساتھ مزید اختلافات کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ۲۳
إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۚ وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا
نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ أَنْ يَهْدِيَنِ رَبِّي
لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا ۲۴
وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ
وَازْدَادُوا تِسْعًا ۲۵
قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۖ لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ ۖ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ ۚ مَا لَهُمْ مِنْ
دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ۲۶
وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۖ
لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ
دُونِهِ مُلْتَحَدًا ۲۷
وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ
رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ
وَجْهَهُ ۖ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ
زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَا تُطِعْ مَنْ
أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ
وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ۲۸
وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَمَنْ شَاءَ
فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا
لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَإِنْ
يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي
الْوُجُوهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ۲۹
إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ۳۰
أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ
تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ
مِنْ ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ
سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى
الْأَرَائِكِ ۚ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۳۱

اور کسی کام کی نسبت نہ کہنا کہ میں اسے کل کر دوں گا (۲۳)
مگر (انشاء اللہ کہہ کر یعنی اگر) خدا چاہے تو (کر دوں گا) اور
جب خدا کا نام لینا بھول جاؤ تو یاد آنے پر لے لو۔ اور کہہ دو کہ امید ہے
کہ میرا پروردگار مجھے اس سے بھی زیادہ ہدایت کی باتیں بتائے (۲۴)
اور اصحاب کہف اپنے غار میں نو اُوپر تین سو سال
رہے (۲۵)
کہہ دو کہ جتنی مدت وہ رہے اُسے خدا ہی خوب جانتا ہے۔ اسی کو آسمانوں
اور زمین کی پوشیدہ باتیں (معلوم) ہیں۔ وہ کیا خوب دیکھنے والا اور کیا خوب
سننے والا ہے۔ اس کے سوا ان کا کوئی کارساز نہیں اور نہ وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک کرتا ہے (۲۶)
اور اپنے پروردگار کی کتاب کو جو تمہارے پاس بھیجی جاتی ہے
پڑھتے رہا کرو۔ اُس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں۔ اور
اُس کے سوا تم کہیں پناہ بھی نہیں پاؤ گے (۲۷)
اور جو لوگ صبح و شام اپنے پروردگار کو پکارتے اور اس
کی خوشنودی کے طالب ہیں اُن کے ساتھ صبر کرتے
رہو۔ اور تمہاری نگاہیں ان میں سے (گزر کر اور طرف)
نہ دوڑیں کہ تم آرائش زندگانی دنیا کے خواستگار ہو جاؤ۔ اور
جس شخص کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش
کی پیروی کرتا ہے اور اس کا کام حد سے بڑھ گیا ہے اس کا کہا نہ ماننا (۲۸)
اور کہہ دو کہ (لوگو) یہ قرآن تمہارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے تو جو
چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کافر رہے۔ ہم نے ظالموں کے لئے دوزخ کی
آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو گھیر رہی ہوں گی۔ اور اگر فریاد کریں گے
تو ایسے کھولتے ہوئے پانی سے ان کی دادرسی کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح
(گرم ہو گا اور جو) مونہوں کو بھون ڈالے گا (ان کے پینے کا) پانی بھی برا اور آرامگاہ بھی بری (۲۹)
(اور) جو ایمان لائے اور کام بھی نیک کرتے رہے تو ہم نیک
کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے (۳۰)
ایسے لوگوں کے لئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن میں ان کے
(محلوں کے) نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ان کو وہاں سونے
کے کنگن پہنائے جائیں گے اور وہ باریک دیبا اور اطلس
کے سبز کپڑے پہنا کریں گے (اور) تختوں پر تکیے لگا کر بیٹھا کریں گے
(کیا) خوب بدلہ اور (کیا) خوب آرامگاہ ہے (۳۱)

23. And say not of anything: Lo! I shall do that tomorrow,

24. Except if Allah will. And remember thy Lord when thou forgettest, and say: It may be that my Lord guideth me unto a nearer way of truth than this.

25. And (it is said) they tarried in their Cave three hundred years and add nine.

26. Say: Allah is best aware how long they tarried. His is the invisible of the heavens and the earth. How clear of sight is He and keen of hearing! They have no protecting friend beside Him, and He maketh none to share in His government.

27. And recite that which hath been revealed unto thee of the Scripture of thy Lord. There is none who can change His words, and thou wilt find no refuge beside Him.

28. Restrain thyself along with those who cry unto their Lord at morn and evening, seeking His countenance; and let not thine eyes overlook them, desiring the pomp of the life of the world; and obey not him whose heart We have made heedless of Our remembrance, who followeth his own lust and whose case hath been abandoned.

29. Say: (It is) the truth from the Lord of you (all). Then whosoever will, let him believe, and whosoever will, let him disbelieve. Lo! We have prepared for disbelievers Fire. Its tent encloseth them. If they ask for showers, they will be showered with water like the molten lead which burneth the faces. Calamitous the drink and ill the resting-place!

30. Lo! as for those who believe and do good works—Lo! We suffer not the reward of one whose work is goodly to be lost.

31. As for such, theirs will be Gardens of Eden, wherein rivers flow beneath them; therein they will be given armlets of gold and will wear green robes of finest silk and gold embroidery, reclining upon thrones therein. Blest the reward, and fair the resting-place!

اسرار و معارف

پ۱۵ - ع ۱۶ - وَلَا تَقُوۡلَنَّ ...... الی ...... وَحَسُنَتۡ مُرۡتَفَقًا - ۲۳ تا ۳۱

آپ کے مرتبہ کو یہ زیب نہیں دیتا کہ آپ کہہ دیں کل یہ کام کر دوں گا کہ آپ تو سراپا ہدایت تھے اور آپ کے معجزات دیکھ کر لوگ آپ ہی کی پرستش نہ کرنے لگ جائیں اور یہ نہ سمجھ لیں کہ سب کچھ کرنا آپ کے ذاتی اختیار میں ہے۔ لہٰذا کبھی مت کہیے کہ میں یہ کام کر دوں گا۔ سوائے اس کے کہ انشاء اللہ ملا لیجئے یعنی اللہ نے چاہا تو یہ کام کر دوں گا۔

جب آپ پر یہ تین سوال پیش کیے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا کہ کل جواب دوں گا اور انشاء اللہ ساتھ نہ فرمایا تو کم و بیش پندرہ روز تک کوئی وحی نازل نہ ہوئی جس پر آپ بھی بہت افسردہ ہوئے اور کفّار نے بڑا مذاق اُڑایا مگر پھر اس آیہ کریمہ کے نزول سے تسلّی ہوئی اور آئندہ کے لیے ایک ضابطہ معیّن ہو گیا۔

تو عام مسلمانوں کے لیے بھی انشاء اللہ کہنا مستحب قرار پایا۔ چنانچہ اگر بھول چوک ہو جائے اور بات کرتے وقت اللہ کا ذکر یاد نہ رہے یعنی اتفاقاً انشاء اللہ نہ کہا جائے تو جیسے یاد آئے کہہ دیجئے کہ آپ کو یہی طرزِ عمل زیبا ہے۔

ان لوگوں سے فرمایئے کہ تمہیں یہ قصّہ بہت عجیب معلوم ہوا حالانکہ اس سے بہت زیادہ بڑی اور اہم باتیں اللہ نے مجھے بتائیں اور میرے ذریعے تم تک پہنچیں۔ آدم علیہ السلام اور ان سے بھی پہلے کا ذکر عرش اور آسمانوں، فرشتوں کی باتیں، موت کے، زندگی کے احوال اور سب سے بڑھ کر اللہ کی ذات اور اُس کی صفات کے بیان۔ یہ انسانی ہدایت کے لیے اس قصّے کی نسبت بہت بڑی دلیلیں ہیں۔

اور یہ جو جھگڑا ان کے غار میں رہنے کی میعاد میں کرتے ہیں تو چونکہ مدّت کا دراز ہونا اس واقعہ کے خرقِ عادت اور کرامت کی اہمیّت واضح کرتا ہے لہٰذا انہیں فیصلہ کن بات بتا دیں کہ وہ لوگ نیند

کی حالت میں غار کے اندر تین سو نو سال رہے جس طویل عرصہ میں نہ صرف ان کے وجُود اور لباس تک محفوظ رہے بلکہ بغیر کھائے پیئے ان کے وجُود زندہ رہے اور وہ صرف سوتے رہے۔ اگر کفار یقین نہ کریں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہاں یہ فرما دیجئے کہ اللہ ہی یقیناً صحیح عرصۂ قیام جانتا ہے اور وہی بتا سکتا ہے اور یہ مدت وہی بتا رہا ہے اور اس کی ذات اتنی عظیم ہے کہ آسمانوں اور زمینوں کے سب غیب تک اس پہ آشکارا ہیں۔ وہ خوب دیکھتا ہے اور سُنتا ہے۔ اگر یہ اعتبار نہ بھی کریں گے تو کونسا کسی کو اللہ کے مقابل مددگار بنا لیں گے۔ کہ ان کے لیے بھی سوائے اسی کی ذات کے کوئی مددگار نہیں اور نہ کوئی اس کے احکام اور امورِ سلطنت میں مداخلت کی جرأت کر سکتا ہے کہ کفار بھی اللہ کی قدرت کو اپنے اُوپر قیاس کر کے ایسے امور کی باطل تاویلیں کیا کرتے تھے۔ جیسے آج کل کے کرامات و معجزات کا انکار کرنے والے حیلے تراشتے رہتے ہیں۔ مگر حق یہ ہے کہ کرامات و معجزات خرقِ عادت ہوتے ہیں۔ لہٰذا امورِ عادیہ پہ قیاس کرنا ہرگز درست نہیں ہو سکتا۔

آپؐ کا فریضہ اس وحی الٰہی کو لوگوں پہ پڑھنا اور سُنانا ہے جو اللہ کی طرف سے آتی ہے اور آپؐ منوانے کے تو ذمہ دار نہیں آپؐ نے پہنچا دیا حق ادا ہو گیا کہ نزولِ کتاب اللہ کی شانِ ربوبیت کا تقاضا ہے اور انسانی تربیت کے لیے بہت اہم دولت ہے۔ لہٰذا اس میں کفار کے رؤسا کے مطالبہ پر تبدیلی ممکن نہیں نہ آپؐ اس کی فکر کریں کہ یہ لوگ ایمان نہ لائے تو اسلام کیسے پھیلے گا اور دین میں ترقی کیسے ہو گی بلکہ آپؐ تعمیلِ ارشاد میں بات پہنچاتے رہیئے کہ اگر کوئی بھی اللہ کے حکم کی تعمیل میں کوتاہی کرے گا یا اللہ کی اطاعت چھوڑ کر مخلوق کی طرف جھکے گا تو اُسے اللہ کی گرفت سے بچنے کو کوئی پناہ نہ مل سکے گی کہ سب کی پناہ بھی اللہ ہی کی ذات ہے۔ لہٰذا مشرکینِ مکہ کا یہ مطالبہ کہ فقیر اور غریب صحابہؓ کو الگ کر دیجئے کہ ہم بھی آپؐ کی مجلس میں تو بیٹھ سکیں ہرگز قابلِ توجہ نہیں۔

معیت نبویؐ

بلکہ آپؐ اپنی ذاتِ گرامی کو اپنی معیتِ ذاتی کو ان ہی لوگوں کے لیے مخصوص کر دیجئے جو اللہ کے قرب کی طلب میں اور اس کی رضا کی خاطر اس کا ذکر علی الدوام کرتے ہیں اور کسی لمحے ان سے اس کی یاد نہیں چھوٹتی۔

ذکرِ دوام

ہاں علماء نے علی الدوام عبادت کرنا بھی لکھا ہے مگر حق یہ ہے کہ یہ بھی درست ہے اور حقیقی مراد ذکرِ قلبی ہے جو نصیب ہو جائے تو اس میں کوئی لمحہ غفلت واقع نہیں ہوتی۔ نیز آپ ﷺ حجرہ مبارک سے مسجد میں تشریف لائے تو کچھ صحابہؓ بیٹھے ذکرِ الٰہی کر رہے تھے۔ آپؐ ان کے ہمراہ بیٹھ گئے۔ یہی آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی اور فرمایا اللہ کا شکر ہے جن لوگوں کے ساتھ رہنے کا حکم دیا وہ لوگ بھی مہیا فرما دیئے۔ نیز اگلے جملے میں تقابل بھی انہی لوگوں سے ہے کہ ان کو پرکاہ اہمیت نہ دیں جن کے قلوب ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیئے۔ حدیث شریف میں جہاں ذکرِ لسانی پر ذکرِ قلبی کی بہت زیادہ فضیلت ارشاد فرمائی ہے۔ وہاں قرآن حکیم کے مطابق صحبتِ نبویؐ کے اثر اور برکات سے صحابہ کرام کے نہ صرف قلوب ذاکر تھے بلکہ وجود کا ذرّہ ذرّہ ذاکر تھا۔ جیسے ارشاد ہے۔ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ۔ کہ ان کی کھال سے لے کر قلوب تک ہر ذرّہ بدن ذاکر تھا۔ دراصل ذکر کے مختلف مدارج ہیں۔

ذکر کے مدارج

ایمان قبول کرنا بھی ذکر ہے۔ جبکہ خلوصِ دل سے ہو یہ کم از کم کیفیت اور پہلا درجہ ہے۔

دوسرا یہ ہے کہ عمل سنّت کے مطابق نصیب ہو تو ہر عمل بجائے خود ذکر ہے۔

تیسرا درجہ یہ ہے کہ زبانی تسبیحات پڑھی جائیں یہ ذکرِ لسانی کہلاتا ہے اور چوتھا اور کامل درجہ یہ ہے کہ قلب ذاکر ہو جائے اور ذکر پر دوام نصیب ہو جائے۔ یہ صحبتِ شیخ سے انعکاسی طور پر نصیب ہوتا ہے۔ اس کے سوا اس کا کوئی اور طریقہ نہیں اور ہر درجے کے ذکر پر اسی کی نسبت سے معیت نبوّت اور آپ ﷺ کی شفقت و کرم نصیب ہوتا ہے۔

اس ادائے احسان و کرم میں کبھی یہ نہ سوچیں کہ دُنیا کے اعتبار سے یا مال و زر اور اقتدار و اختیار میں کون بڑا ہے اور ظاہراً اس سے دین کو زیادہ قوّت ملنے کی توقع کی جا سکتی ہے لہٰذا اسے آپ وقت عطا کریں۔ اپنی مجلسِ مبارک میں بٹھائیں۔ ہرگز نہیں بلکہ آپؐ کی نگاہِ کرم اللہ کے اُن بندوں کے لیے ہے جو اپنے قلوب آپؐ کی برکات سے روشن کر کے ہر آن اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ لہٰذا جن

لوگوں کا قلب ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہو جس کا سبب ان کی نافرمانی اور انکار کفر ہی بنتا ہے

قلب غافل ہو جائے تو انسان خواہشات کے تابع ہو جاتا ہے

اور جب قلب پہ غفلت کی موت آئے تو انسان انسانیت

کے شرف سے محروم ہو کر حیوانوں کی طرح محض خواہشات کے تابع ہو جاتا ہے تو ایسے لوگوں کو آپ پرکاہ اہمیت نہ دیجئے ان کی بات سنیئے نہ اُن کی طرف توجّہ فرمایئے۔

بلکہ یہ واضح طور پر ارشاد فرما دیجئے کہ یہ دین اور برکاتِ رسالت حق ہیں جو تمہارے پروردگار کا تم پر احسان ہے اب جو چاہے انہیں قبول کرے اور اللہ کی بارگاہ میں سرخرو ہو اور جو رد کرنا چاہے وہ بھی اپنی پسند کی راہ اپنا کر دیکھ لے۔ مگر یہ یاد رکھو کہ اللہ نے ایسے ظالموں کے لیے جہنّم کی آگ بھڑکا رکھی ہے۔ جہاں دیواریں یا قناتیں جو انہیں محیط ہوں گی وہ بھی آگ ہی کی بنی ہوں گی بلکہ اگر پینے کو کچھ مانگیں گے تو پیپ جیسا مایہ ملے گا جو آگ سے زیادہ گرم ہو گا کہ مُنہ کی طرف لے کے جائیں گے تو چہرے جُھلس دے گا۔ بہت ہی سخت اور تکلیف دہ شے ہو گی پینے کی بھی اور سارا ٹھکانہ اپنی تمام حالتوں میں بہت دردناک اور بُرا ہے۔ اس کے مقابل جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اُسے حُسنِ عمل یعنی اطاعت سے سجایا تو ہم نیکی کرنے والوں کے اعمال رایئگاں نہ جانے دیں گے بلکہ عمل کے حساب سے بہت بہترین اجر عطا فرمائے گا۔

ان کے رہنے کو بہترین اور سدا بہار باغ ہوں گے۔ پانی کی نہریں ان باغوں کے تابع ہوں گی کہ ہمیشہ اپنی بہار قائم رکھیں اور اللہ کے بندوں کو وہاں انعامات سے نوازا جائے گا۔ سونے کے کنگن اور بہترین نفیس سبز کپڑے پہن کر اعلےٰ درجے کے ریشمی تکیئے لگا کر قیمتی تختوں پہ جلوہ افروز ہوں گے۔ بہترین بدلہ اور اجر اور بہت ہی اعلیٰ ٹھکانہ ہو گا۔ یاد رہے یہ لباس اور زیور نیز زیب و زینت کی بات آخرت کے اعتبار سے ہو رہی ہے۔ اُسے دُنیا پہ قیاس نہ کیا جائے کہ سونا اور ریشم مردوں کے لیے جائز ہے یا نہیں۔

English	Urdu	Arabic
32. Coin for them a similitude: Two men, unto one of whom We had assigned two gardens of grapes, and We had surrounded both with date-palms and had put between them tillage.	اور ان سے دو شخصوں کا حال بیان کرو جن میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ (عنایت) کئے تھے اور انکے گردا گرد کھجوروں کے درخت لگا دیئے تھے اور انکے درمیان کھیتی پیدا کردی تھی ﴿۳۲﴾	وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا رَجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَ حَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿٣٢﴾
33. Each of the gardens gave its fruit and withheld naught thereof. And We caused a river to gush forth therein,	دونوں باغ (کثرت سے) پھل لاتے۔ اور اس (کی پیداوار) میں کسی طرح کی کمی نہ ہوتی اور دونوں میں ہم نے ایک نہر بھی جاری کر رکھی تھی ﴿۳۳﴾	كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا ﴿٣٣﴾
34. And he had fruit. And he said unto his comrade, when he spake with him: I am more than thee in wealth, and stronger in respect of men.	اور (اس طرح) اس (شخص) کو (ان کی) پیداوار (ملتی رہتی) تھی تو (ایک دن) جبکہ وہ اپنے دوست سے باتیں کر رہا تھا کہنے لگا کہ میں تم سے مال (و دولت) میں بھی زیادہ ہوں اور جتھے (اور جماعت) کے لحاظ سے بھی زیادہ عزت والا ہوں ﴿۳۴﴾	وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا ﴿٣٤﴾
35. And he went into his garden, while he (thus) wronged himself. He said: I think not that all this will ever perish.	اور (ایسی شیخیوں) سے اپنے حق میں ظلم کرتا ہوا اپنے باغ میں داخل ہوا کہنے لگا کہ میں نہیں خیال کرتا کہ یہ باغ کبھی تباہ ہو ﴿۳۵﴾	وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيدَ هَٰذِهِ أَبَدًا ﴿٣٥﴾
36. I think not that the Hour will ever come, and if indeed I am brought back unto my Lord I surely shall find better than this as a resort.	اور نہ خیال کرتا ہوں کہ قیامت برپا ہو۔ اور اگر میں اپنے پروردگار کی طرف لوٹایا بھی جاؤں۔ تو (وہاں) ضرور اس سے اچھی جگہ پاؤں گا ﴿۳۶﴾	وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِنْ رُدِدْتُ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿٣٦﴾
37. And his comrade, while he disputed with him, exclaimed: Disbelievest thou in Him Who created thee of dust, then of a drop (of seed), and then fashioned thee a man?	تو اس کا دوست جو اس سے گفتگو کر رہا تھا کہنے لگا کہ کیا تم اس (خدا) سے کفر کرتے ہو جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر تمہیں پورا مرد بنایا ﴿۳۷﴾	قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاكَ رَجُلًا ﴿٣٧﴾
38. But He is Allah, my Lord, and I ascribe unto my Lord no partner.	مگر میں تو یہ کہتا ہوں کہ خدا ہی میرا پروردگار ہے اور میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا ﴿۳۸﴾	لَٰكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَدًا ﴿٣٨﴾
39. If only, when thou enteredst thy garden, thou hadst said: That which Allah willeth (will come to pass)! There is no strength save in Allah! Though thou seest me as less than thee in wealth and children.	اور (بھلا) جب تم اپنے باغ میں داخل ہوئے تو تم نے ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ کیوں نہ کہا؟ اگر تم مجھے مال و اولاد میں اپنے سے کمتر دیکھتے ہو ﴿۳۹﴾	وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَوَلَدًا ﴿٣٩﴾
40. Yet it may be that my Lord will give me better than thy garden, and will send on it a bolt from heaven, and some morning it will be a smooth hillside,	تو عجب نہیں کہ میرا پروردگار مجھے تمہارے باغ سے بہتر عطا فرمائے اور اس (تمہارے باغ) پر آسمان سے آفت بھیج دے تو وہ صاف میدان ہو جائے ﴿۴۰﴾	فَعَسَىٰ رَبِّي أَنْ يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا ﴿٤٠﴾
41. Or some morning the water thereof will be lost in the earth so that thou canst not make search for it.	یا اس (کی نہر) کا پانی گہرا ہو جائے تو پھر تم اسے نہ لا سکو ﴿۴۱﴾	أَوْ يُصْبِحَ مَاؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَبًا ﴿٤١﴾
42. And his fruit was beset (with destruction). Then began he to wring his hands for all that he had spent upon it, when (now) it was all ruined on its trellises, and to say: Would that	اور اس کے میووں کو عذاب نے آگھیرا اور وہ اپنی چھتریوں پر گر کر رہ گیا۔ تو جو مال اس نے اس پر خرچ کیا تھا اس پر (حسرت سے) ہاتھ ملنے لگا۔ اور کہنے لگا کاش	وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَىٰ مَا أَنْفَقَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ

بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۴۲﴾
وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾ؕ
هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ هُوَ خَيْرٌ ٥
ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿۴۴﴾ؑ ع ۱۳ ۱۷

میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا ﴿۴۲﴾
(اس وقت) خدا کے سوا کوئی جماعت اُس کی مددگار نہ
ہوئی اور نہ وہ بدلہ لے سکا ﴿۴۳﴾
یہاں (سے ثابت ہوا کہ) حکومت سب خدائے برحق کی ہے
اُسی کا صلہ بہتر اور (اُسی کا) بدلہ اچھا ہے ﴿۴۴﴾

I had ascribed no partner to my Lord!

43. And he had no troop of men to help him as against Allah, nor could he save himself.

44. In this case is protection only from Allah, the True. He is best for reward, and best for consequence.

اسرار و معارف

پ ۱۵ - ع ۱۷ : وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا ..... الی ..... هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۲۲ تا ۴۴

دُنیا میں بھی یہی مثالیں موجود ہیں جو اقوام کے حالات میں بھی نظر آتی ہیں اور افراد کے حالات میں بھی آپ انہیں ان دو آدمیوں کی مثال دیجئے جو دونوں دوست تھے۔ مگر ان میں سے ایک کو ہم نے زیادہ مالدار کر دیا۔ اس کے انگوروں کے باغات تھے جن کے گرداگرد کھجور کے درخت، اور درمیان میں زرعی زمین تھی۔ یعنی کھجوریں پھل اور غلّہ جیسی سب نعمتیں بیک وقت ان باغوں سے حاصل ہوتیں۔ اور وہ پُورا پُورا پھل دیتے کبھی ان میں کمی نہ آتی تھی۔ ان باغوں کے درمیان ہم نے نہر جاری کر دی تھی۔ جس کے سبب وہ ہمیشہ سرسبز رہتے اور ہر موسم کا پھل بہتات سے حاصل ہوتا۔ جبکہ دوسرا دوست ایسا مالدار نہ تھا۔ ایک روز باتوں باتوں میں اس امیر آدمی نے اپنی دلی کیفیت کا اظہار کیا اور کہنے لگا کہ اے دوست میں تیری نسبت بہت زیادہ امیر اور مال و زر کا مالک ہوں اور میرے ساتھ میری اطاعت کرنے والے لوگ بھی بہت ہیں۔ جبکہ تو خیال کرتا ہے کہ میرا عقیدہ اور طریقہ باطل ہے اور تو اللہ پہ ایمان رکھتا ہے۔ لہٰذا تجھے اللہ سے انعام ملے گا تو معاملہ تو بالکل برعکس ہے۔ مال و زر، خدم و حشم اور باغات سب کچھ میرے پاس ہے اگر تُو سچا ہوتا تو یہ نعمتیں تیرے پاس ہوتیں۔

وہ اپنے باغات میں داخل ہُوا تو بہت اکڑ رہا تھا اور دولت نے اُسے اندھا کر دیا تھا۔ کہنے لگا بھلا ایسے شاداب باغات جن کے درمیان دریا بہتا ہو کبھی خراب بھی ہو سکتے ہیں کبھی نہیں اور یہ جو قیامت کی بات کرتے ہیں میں اس پہ یقین نہیں کرتا یہ تو غریب لوگوں نے خود کو تسلّی دینے کے لیے

سہانے خواب تراش رکھے ہیں۔ لیکن اگر ایسا ہُوا بھی اور مجھے اپنے پروردگار کے حضورؐ جانا بھی پڑا تو مجھے ان باغات سے بہتر باغات مل جائیں گے کہ تمہارا خیال بھی تو جنّت کے دُنیا سے بہتر ہونے کا ہے اور مقبول بندوں کو ہی ملے گی۔ لہٰذا میرا دولت مند ہونا میری مقبولیت ہی کی دلیل تو ہے جیسے آجکل بھی محض دولت دیکھ کر کہہ دیا جاتا ہے اس پر اللہ کا بہت کرم ہے۔ خواہ اسے ایمان بھی نصیب نہ ہو۔ کہ دولتِ دُنیا بھی ایمان کے ساتھ ہی نعمت ہے ورنہ وبال ہے۔ تو اُس کے دوست نے کہا بلکہ زور دے کر کہا کہ تو ایسے عظیم خالق سے کفر کرنے لگا ہے۔ جس نے تجھے ایک مُشتِ غبار سے پیدا کیا اس کے وسیع نظام میں وہ خاک غذا بنی۔ مختلف اجسام میں پہنچی۔ پھر نطفہ بنی شکمِ مادر میں گئی اور اللہ نے تجھے ایک نطفے سے کیا خوبصورت انسان بنا دیا۔

اگر تو کفر بھی کرے تو مَیں تیری دولت سے مرعوب ہو کر تیرے پیچھے نہ چلوں گا۔ بلکہ میرا تو عقیدہ ہے کہ اللہ ہی میرا رب ہے۔ وہی میری حاجات کو پورا کرنے والا ہے اور مَیں اس کی ذات یا صفت میں ہرگز کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔

تیرے لیے بھی بہت بہتر ہوتا کہ جب تو اپنے باغ میں پہنچا اپنی دولت اور شان و شوکت دیکھی تو کہتا مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ کہ اللہ ہی جو چاہے وہ ہوتا ہے۔ اس کے سوا کوئی طاقت نہیں تُو نے مجھے مال یا اولاد میں اپنے سے کم تر پایا تو تجھے اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے تھا نہ کہ کفر کرنے لگتا۔

کہ اللہ قادر ہے مجھے تیرے باغات سے بہتر باغات عطا کر دے تو تیرے باغات پہ کوئی آفت نازل کر دے جو اسے تباہ کر دے اور تو ہاتھ ملتا رہ جائے کہ باغات کی جگہ چٹیل میدان سامنے ہو۔ یا وہ قادر ہے کہ تیری نہر کا پانی خشک کر دے جو باغات کی شادابی کا سبب ہے اور باغ اُجڑ جائیں اور تو نہر میں پانی واپس تو نہ لا سکے گا۔

اور ایسا ہی ہُوا اس کے کفر اور متکبرانہ رویے پر اس کے باغ اُجاڑ دیئے گئے۔ سارے پھل تباہ ہو گئے اور ایک صبح وہ گیا تو باغات اکھڑ کر اُوندھے پڑے تھے اور ہر طرف ویرانی کا راج تھا تو

اُس نے بہت ہاتھ ملے اور کہنے لگا کاش میں اپنے پروردگار سے شرک نہ کرتا تو ممکن تھا کہ ایسی آفت
نہ آتی یا دُنیا کی مصیبت آتی تو آخرت کا اجر تو تباہ نہ ہوتا۔ اب تو دونوں عالم تباہ ہوگئے۔ اس حال
اُسے کچھ کام نہ آیا نہ دولتِ دُنیا اور نہ خدّام کی فوج اس کی کوئی مدد کر سکی۔ اور یہ بات ظاہر ہوگئی کہ
سب اختیار اللہ کو ہے اور اسی کا اقتدار سچّا ہے۔ اسی کے انعامات کام آسکتے ہیں۔ دُنیا میں بھی
اور آخرت میں بھی ورنہ اگر وہ عطا نہ کرے تو کوئی بھی نہ دُنیا میں کام آسکتا ہے اور نہ آخرت میں۔

رکوع نمبر ۶ — آیات ۴۵ تا ۴۹ — سُبحٰن الّذی ۱۵/۱۸

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝۴۵

اور اُن سے دُنیا کی زندگی کی مثال بھی بیان کردو (وہ) ایسی ہے جیسے پانی جسے ہم نے آسمان سے برسایا۔ تو اس کے ساتھ زمین کی روئیدگی مل گئی پھر وہ چورا چورا ہوگئی کہ ہوائیں اسے اُڑاتی پھرتی ہیں۔ اور خدا تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ۝۴۵

45. And coin for them the similitude of the life of the world as water which We send down from the sky, and the vegetation of the earth mingleth with it and then becometh dry twigs that the winds scatter. Allah is Able to do all things.

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝۴۶

مال اور بیٹے تو دنیا کی زندگی کی (رونق و) زینت ہیں۔ اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وہ ثواب کے لحاظ سے تمہارے پروردگار کے ہاں بہت اچھی اور اُمید کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں ۝۴۶

46. Wealth and children are an ornament of life of the world. But the good deeds which endure are better in thy Lord's sight for reward, and better in respect of hope.

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۝۴۷

اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تم زمین کو صاف میدان دیکھو گے اور ان (لوگوں) کو ہم جمع کر لیں گے تو ان میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑیں گے ۝۴۷

47. And (bethink you of) the Day when We remove the hills and ye see the earth emerging, and We gather them together so as to leave not one of them behind.

وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۢ ؗ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ۝۴۸

اور سب تمہارے پروردگار کے سامنے صف باندھ کر لائے جائیں گے (تو ہم ان سے کہیں گے کہ) جس طرح ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا (اسی طرح آج) تم ہمارے سامنے آئے لیکن تم نے تو یہ خیال کر رکھا تھا کہ ہم نے تمہارے لئے (قیامت کا) کوئی وقت مقرر ہی نہیں کیا ۝۴۸

48. And they are set before thy Lord in ranks (and it is said unto them): Now verily have ye come unto Us as We created you at the first. But ye thought that We had set no tryst for you.

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝۴۹ ع

اور (عملوں کی) کتاب (کھول کر) رکھی جائے گی تو تم گنہگاروں کو دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں (لکھا) ہوگا اس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے ہائے شامت یہ کیسی کتاب ہے کہ نہ چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے نہ بڑی کو (کوئی بات بھی نہیں) مگر اسے لکھ رکھا ہے اور جو عمل کئے ہوں گے سب کو حاضر پائیں گے اور تمہارا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرے گا ۝۴۹

49. And the Book is placed, and thou seest the guilty fearful of that which is therein, and they say: What kind of a book is this that leaveth not a small thing nor a great thing but hath counted it! And they find all that they did confronting them, and thy Lord wrongeth no one.

اسرار و معارف

پ۱۵ - ع ۱۸ - وَاضْرِبْ لَهُمْ ..... الی ..... وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا - ۴۵ تا ۴۹

آپؐ انہیں بتا دیجئے کہ حیات دُنیا کی مثال تو لوگوں کے سامنے ہے۔ جیسے بادل برستے ہیں۔ تو زمین کا سینہ سبزے سے بھر جاتا ہے اور ہر طرف ہریالی کا راج نظر آتا ہے مگر تا بہ کے آخر ایک روز وہ سُوکھ کر اور ٹوٹ پھُوٹ کر چُورہ بن جاتا ہے اور ہوا اُسے اُڑائے اُڑائے پھرتی ہے۔ کہیں اس کے قدم لگتے ہیں نہ اس کی کوئی حیثیت رہ جاتی ہے۔ اسی طرح افراد اور اقوام کی مثال سامنے ہے کہ مختلف اقوام برسرِ اقتدار آتی ہیں تو یوں نظر آتا ہے کہ انہیں زوال کا کوئی اندیشہ نہیں مگر پھر فنا ہو کر صفحۂ ہستی سے مٹ جاتی ہیں۔ افراد کو دیکھو کیسے کیسے تنومند اور کڑیل جوان پیوندِ خاک ہو جاتے ہیں۔

صرف اور صرف اللہ کی ذات سب انقلابات سے بالاتر ہمیشہ رہنے والی اور ہر چیز پر قادر ہے۔ مال و دولتِ دُنیا بیشک دارِ دُنیا کی زینت ہیں مگر باقیاتِ صالحات آپ کے پروردگار کے ہاں بہت بہتر ہیں جن کا بدلہ بھی بہترین ملنے کی توقع ہے۔

باقیات صالحات اور مال و دولت اور اولاد

باقیاتِ صالحات سے علمائے تفسیر نے ہر نیک عمل کو بھی مراد لیا ہے اور جائز ذرائع سے حاصل کردہ مال بھی جو حدودِ شرعی کے اندر خرچ ہو اور نیک اور صالح اولاد بھی۔ غرض کنبہ و قبیلہ ہو یا دوست احباب، مال و دولت ہو یا اعمال اگر شریعت کے مطابق ہیں تو سب باقیاتِ صالحات یعنی باقی رہنے والی نیکیاں ہیں اور اگر یہی زر و مال ناجائز ہے اور ناجائز امور پر خرچ ہو رہا ہے یا اولاد اور کنبہ قبیلہ یا دوست احباب اور مُلازم شرعی حدود کی پرواہ نہیں کرتے تو یہ سب دُنیا کے زیب و زینت اور چند روزہ زندگی میں رُعب داب کا سبب تو یقیناً ہو گا مگر آخر یہی سب کچھ باعثِ حسرت بن جائے گا کہ زر و مال اور گھر بار کیا ایک روز تو پہاڑ بھی اپنی جگہ چھوڑ کر چلنے لگیں گے اور بالآخر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ اور زمین کی سب رونقیں تباہ ہو جائیں گی۔ نہ آبادی بچے گی نہ کوئی ویرانہ

بلکہ سب کچھ اکھاڑ پچھاڑ کر زمین کو ایک چٹیل میدان بنا دیا جائے گا اور سب کو ایک جگہ جمع کر لیا جائے گا۔ ان بڑے بڑے متکبرین میں نہ کوئی چھُپ سکے گا اور نہ بھاگ کر کہیں جا سکے گا۔ سارے انسان تیرے پروردگار کے روبرو صف بستہ ہوں گے تو کفار کو ارشاد ہو گا کہ تمہارا مال و منال اور جھوٹی عزّت اور وقتی اقتدار تمہارا ساتھ تو نہ دے سکے اور تم بالکل ویسے ہی خالی ہاتھ جیسے ہم نے تمہیں پہلے پیدا کیا تھا آج دوبارہ زندہ ہو کر ہماری بارگاہ میں حاضر ہو۔ تمہارا خیال تو تھا کہ تمہیں دوبارہ زندہ نہ کیا جائے گا۔ تم میں اتنا شعور بھی نہ تھا کہ جو پہلے پیدا کرنے پر قادر تھا وہ دوبارہ کرنے پہ بھی قادر ہے۔ اتنی سی بات مان کر نہ دی اور سب کے اعمالنامے کھول کر سامنے رکھے جائیں گے تو بدکار لرز اٹھیں گے اور کہیں گے کہ افسوس اس نے تو کوئی چھوٹی بڑی بات رہنے نہ دی۔ بلکہ سب کچھ لکھ کر آج سامنے کر دیا۔ اور اپنے کردار کو سامنے پائیں گے اور تیرا پروردگار کسی کے ساتھ بھی ہرگز زیادتی نہ کرے گا۔

سزا از جنسِ اعمال ہوتی ہے:۔ اپنا کیا سامنے پائیں گے سے ظاہر ہے کہ سزا از جنسِ اعمال ہو گی۔ جس طرح کے گناہ ہوں گے ویسی ہی سزا کی صورت ہو گی بلکہ وہی گناہ مجسّم ہو کر اس طرح کی سزا بن جائیں گے۔

رکوع نمبر ۷ — آیات ۵۰ تا ۵۳ — سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵ ۱۹

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝۵۰	اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس (نے نہ کیا) وہ جنات میں سے تھا تو اپنے پروردگار کے حکم سے باہر ہو گیا۔ کیا تم اس کو اور اُسکی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ (اور شیطان کی دوستی) ظالموں کے لئے (خدا کی دوستی کا) بُرا بدل ہے ۝۵۰	50. And (remember) when We said unto the angels: Fall prostrate before Adam, and they fell prostrate, all save Iblis. He was of the Jinn,[1] so he rebelled against his Lord's command. Will ye choose him and his seed for your protecting friends instead of Me, when they are an enemy unto you? Calamitous is the exchange for evil-doers!
مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۪ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ۝۵۱	میں نے اُن کو نہ تو آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے کے وقت بُلایا تھا اور نہ خود اُن کے پیدا کرنے کے وقت۔ اور میں ایسا نہ تھا کہ گمراہ کرنے والوں کو مددگار بناتا ۝۵۱	51. I made them not to witness the creation of the heavens and the earth, nor their own creation; nor choose I misleaders for (My) helpers.
وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ	اور جس دن خدا فرمائیگا کہ (اب) میرے شریکوں کو جن کی	52. And (be mindful of) the Day when He will say: Call those partners of Mine whom ye pretended. Then they will cry un-

زَعَمۡتُمۡ فَدَعَوۡهُمۡ فَلَمۡ يَسۡتَجِيۡبُوۡا لَهُمۡ
وَجَعَلۡنَا بَيۡنَهُمۡ مَّوۡبِقًا ﴿۵۲﴾
وَرَاَ الۡمُجۡرِمُوۡنَ النَّارَ فَظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ
ع ۱۹ مُّوَاقِعُوۡهَا وَلَمۡ يَجِدُوۡا عَنۡهَا مَصۡرِفًا ﴿۵۳﴾

نسبت تم گمان (الوہیت) رکھتے تھے بلاؤ تو وہ انکو بلائینگے مگر وہ
انکو کچھ جواب دینگے اور ہم انکے بیچ میں ایک ہلاکت کی جگہ بنادینگے ﴿۵۲﴾
اور گنہگار لوگ دوزخ کو دیکھیں گے تو یقین کرلینگے کہ وہ اسمیں
پڑنے والے ہیں۔ اور اس سے بچنے کا کوئی رستہ نہ پائینگے ﴿۵۳﴾

to them, but they will not hear their prayer, and We shall set a gulf of doom between them.

53. And the guilty behold the Fire and know that they are about to fall therein, and they find no way of escape thence.

اسرار و معارف

پ ۱۵ - ع ۱۹ - وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ ..... الی ..... وَلَمۡ يَجِدُوۡا عَنۡهَا مَصۡرِفًا ۵۰ تا ۵۳

ذرا وہ وقت تو یاد کرو کہ ہم نے تمہارے جدِّ آدم علیہ السلام کو کتنا شرف بخشا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ اسے سجدہ کرو۔ لہٰذا سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہ جو وہاں موجود تھا اور اس حکم میں شامل تھا سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور آدم علیہ السلام کی دشمنی میں اپنے پروردگار کے حکم کو بھی ماننے سے انکار کر دیا تو لوگو کیا تم آج اللہ کی ذات کو چھوڑ کر اسی ابلیس اور اس کی اولاد کو دوست بناؤ گے۔ حالانکہ وہ تو ابھی تک بھی اور ہمیشہ تمہارے دشمن ہیں۔

شیطان کی ذریت یعنی اولاد بھی ہے

حضرت استاذنا المکرم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار فرمایا تھا کہ زمین پر جس قدر انسانی آبادی ہے جنّات تقریباً اس سے نو گنا زیادہ ہیں کہ وہ پہلے سے آباد چلے آرہے ہیں اور انسانوں اور جنوں کی مجموعی آبادی سے شیاطین نو گنا زیادہ ہیں۔ جس کا ایک بڑا سبب ان کی طوالتِ عمر بھی ہے۔ کہ ابلیس کو لمبی زندگی یعنی قیامِ قیامت تک کی مہلت ملی تو اس کا اثر اس کی اولاد کی عمروں میں بھی ہے اور یہ ہزاروں سال زندہ رہتے ہیں۔ انسان اور جن جو اسی کا کام کرتے ہیں۔ وہ الگ سے اس کا لاؤ لشکر ہیں۔ اللہ ہی سے پناہ طلب کرنا چاہیئے۔ تو جو لوگ ابلیس سے دوستی کرتے ہیں اور اس کی بات مانتے ہیں۔ وہ اس کے بدلے میں اللہ کی دوستی اور اطاعت کو چھوڑتے ہیں تو انہوں نے بہت ہی بڑا بدلہ پایا۔

آخر شیطان سے امیدیں وابستہ کرنے والوں کے پاس کیا دلیل ہے کیا ان کے خیال میں ارض وسما

بنانے میں وہ بھی شامل تھے یا خود ان کی تخلیق میں اللہ نے ان سے مدد لی تھی - ہرگز نہیں بھلا عظمتِ باری کو یہ کب زیب دیتا ہے کہ وہ گمراہ کرنے والوں کو اپنی خدمت پہ لگالے کہ احتیاج تو اسے ہے نہیں اور خوش ہو کر کسی کو اپنے کام پر لگا بھی دے تو ایسے بدکاروں سے تو اس کی امید نہیں کی جاسکتی ۔

آخر ایک روز ہم ان سب مشرکوں سے کہیں گے کہ آج میدانِ حشر میں ذرا ان کو پکارو جنہیں دُنیا میں تم نے ہمارا شریک مان رکھا تھا تو اگر چلاتے بھی رہے تو انہیں وہ جواب بھی نہ دے سکیں گے کہ ہم ان سے سُننے بولنے کے مواقع بھی سلب کرلیں اور دونوں کے درمیان آڑ بنا دیں گے اگرچہ آڑ نہ ہوتی تو بھی کسی کام نہ آسکتے تھے مگر آڑ کے پیچھے آکر تو ان کا وہاں ہونا نہ ہونا برابر ہو جائے گا۔

اور کفر و شرک کے مجرم دوزخ کو سامنے پائیں گے اور یہ بھی جان رہے ہوں گے کہ ہمیں اب اس میں گرنا ہوگا مگر وہ بھاگنے کی راہ نہ پائیں گے یعنی سوائے گرنے کے ان کے پاس کوئی چارہ نہ ہوگا۔

رکوع نمبر ۸ — آیات ۵۴ تا ۵۹ — سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ ۱۵/۲۰

وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا فِیۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لِلنَّاسِ مِنۡ کُلِّ مَثَلٍ ؕ وَکَانَ الۡاِنۡسَانُ اَکۡثَرَ شَیۡءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾

اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں (کے سمجھانے) کیلئے طرح طرح کی مثالیں بیان فرمائی ہیں لیکن انسان سب چیزوں سے بڑھ کر جھگڑالو ہے ﴿۵۴﴾

54. And verily We have displayed for mankind in this Qur'an all manner of similitudes, but man is more than anything contentious.

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡۤا اِذۡ جَآءَهُمُ الۡهُدٰی وَیَسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ تَاۡتِیَهُمۡ سُنَّۃُ الۡاَوَّلِیۡنَ اَوۡ یَاۡتِیَهُمُ الۡعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾

اور لوگوں کے پاس جب ہدایت آگئی تو ان کو کس چیز نے منع کیا کہ ایمان لائیں اور اپنے پروردگار سے بخشش مانگیں بجز اسکے کہ (اس بات کے منتظر ہوں کہ) انہیں بھی پہلوں کا سا معاملہ پیش آئے یا اُن پر عذاب سامنے موجود ہو ﴿۵۵﴾

55. And naught hindereth mankind from believing when the guidance cometh unto them, and from asking forgiveness of their Lord, unless (it be that they wish) that the judgement of the men of old should come upon them or (that) they should be confronted with the doom.

وَمَا نُرۡسِلُ الۡمُرۡسَلِیۡنَ اِلَّا مُبَشِّرِیۡنَ وَمُنۡذِرِیۡنَ ۚ وَیُجَادِلُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِالۡبَاطِلِ لِیُدۡحِضُوۡا بِهِ الۡحَقَّ وَاتَّخَذُوۡۤا اٰیٰتِیۡ وَمَاۤ اُنۡذِرُوۡا هُزُوًا ﴿۵۶﴾

اور ہم جو پیغمبروں کو بھیجا کرتے ہیں تو صرف اسلئے کہ (لوگوں کو خدا کی نعمتوں کی) خوشخبریاں سنائیں اور (عذاب سے) ڈرائیں اور جو کافر ہیں وہ باطل (کی سند) سے جھگڑا کرتے ہیں تاکہ اس سے حق کو پھسلا دیں اور انہوں نے ہماری آیتوں کو اور جس چیز سے ان کو ڈرایا جاتا ہے ہنسی بنا لیا ﴿۵۶﴾

56. We send not the messengers save as bearers of good news and warners. Those who disbelieve contend with falsehood in order to refute the Truth thereby. And they take Our revelations and that wherewith they are threatened as a jest.

وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ ذُکِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ فَاَعۡرَضَ عَنۡهَا وَنَسِیَ مَا قَدَّمَتۡ یَدٰهُ ؕ اِنَّا جَعَلۡنَا عَلٰی قُلُوۡبِهِمۡ اَکِنَّۃً اَنۡ یَّفۡقَهُوۡهُ وَفِیۡۤ اٰذَانِهِمۡ وَقۡرًا ؕ وَاِنۡ تَدۡعُهُمۡ

اور اس سے ظالم کون جس کو اُسکے پروردگار کے کلام سے سمجھایا گیا تو اُس نے اس سے منہ پھیر لیا۔ اور جو اعمال وہ آگے کر چکا اس کو بھول گیا ہم نے انکے دلوں پر پردے ڈال دیئے کہ اسے سمجھ نہ سکیں۔ اور کانوں میں ثقل (پیدا کردیا ہے کہ سن نہ سکیں)

57. And who doth greater wrong than he who hath been reminded of the revelations of his Lord, yet turneth away from them and forgetteth what his hands send forward (to the Judgement)? Lo! on their hearts We have placed coverings so that they understand not, and in their ears a deafness.

إِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا إِذًا أَبَدًا ﴿۵۷﴾
وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۚ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ
بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۚ بَلْ
لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ
مَوْئِلًا ﴿۵۸﴾
وَتِلْكَ الْقُرٰٓى أَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَ
ع جَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾

اور اگر تم اُنکو رستے کی طرف بلاؤ تو کبھی رستے پر نہ آئینگے ﴿۵۷﴾
اور تمہارا پروردگار بخشنے والا صاحب رحمت ہے۔ اگر وہ اُن
کے کرتوتوں پر اُن کو پکڑنے لگے تو اُن پر جھٹ عذاب بھیجدے
مگر اُن کے لئے ایک وقت (مقرر کر رکھا) ہے کہ اسکے عذاب
سے کوئی پناہ کی جگہ نہ پائیں گے ﴿۵۸﴾
اور یہ بستیاں (جو ویران پڑی ہیں) جب انہوں نے (کفر سے)
ظلم کیا تو ہم نے انکو تباہ کر دیا۔ اور انکی تباہی کیلئے ایک وقت مقرر کر دیا تھا ﴿۵۹﴾

And though thou call them to the guidance, in that case they can never be led aright.

58. Thy Lord is the Forgiver, Full of Mercy. If He took them to task (now) for what they earn, He would hasten on the doom for them; but theirs is an appointed term from which they will find no escape.

59. And (all) those townships! We destroyed them when they did wrong, and We appointed a fixed time for their destruction.

اسرار و معارف

پ ۱۵ - ع ۲۰ : وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ ..... الی ..... لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۵۴ تا ۵۹

لوگوں کو اللہ کے نبیؐ کی نافرمانی کر کے اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالنا چاہیئے۔ مگر ان کا حال تو ایسا ہے گویا جب اللہ نے احسان فرما کر اپنے رسولوں کے ذریعے سے ہدایت پہنچا دی تو یہ بجائے اللہ سے بخشش مانگنے کے جس کا طریقہ ایمان لانا تھا اُلٹا پہلی تباہ ہونے والی قوموں جیسے عذاب کا انتظار کر رہے ہیں یا یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا عذاب انہیں سیدھے سامنے آلے۔ جبکہ انبیاء کو ثبوت نبوّت کے لیے معجزات اور لوگوں کی ہدایت کیلئے واضح قوانین عطا ہوتے ہیں تو یہ لوگ ناحق جھگڑا کھڑا کرنے کے لیے باتیں بناتے ہیں کہ شاید اس طرح حق کو ٹال سکیں گے اور جواب نہ پا کر مذاق اُڑاتے ہیں۔ دلائل کا جواب تو دے نہیں سکتے ہیں تو ٹھٹھہ کرتے ہیں۔

مگر یاد رکھو جو بھی ایسا کرتا ہے وہ بڑا ظلم کرتا ہے کہ اسے اللہ کے احکام پہنچائے جائیں۔ مگر وہ ان سے مُنہ پھیر لے آخر یہ کس بات پہ اکڑتے ہیں۔ کیا یہ اپنا کردار بھی فراموش کر بیٹھے اور انہیں یہ بھی یاد نہیں کہ کل ان کے اپنے اعمالِ بد ہی تو ان کے سامنے ہوں گے۔ مگر یہ کیا دیکھ سکیں گے کہ ان کے کفر اور گناہوں کے باعث ہم نے ان کے دلوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ لہٰذا بھلائی کو یہ سمجھ ہی نہیں

گناہ اور کفر سے دل پہ پردہ پڑ جاتا ہے اور نیکی کی عظمت و اہمیت نگاہ سے مٹ جاتی ہے۔

سکتے اور ان کی سماعت کو حق سُننے کی استعداد سے محروم کر دیا گیا ہے اگر تو انہیں ہدایت کی طرف بلاتا بھی رہے تو اب کبھی ہدایت نہ پا سکیں گے کہ نہ تو دعوت سُن سکتے ہیں اور نہ راہ ہدایت کی خُوبی دیکھ سکتے ہیں۔

اس سب کے باوجود بھی تیرا پروردگار بہت بخشش اور بڑی رحمت والا ہے۔ ورنہ ان کا کردار تو ایسا ظالمانہ تھا کہ انہیں فوراً پکڑا جاتا اور ان پر عذاب نازل کر دیا جاتا کہ اللہ کو چھوڑ کر ابلیس کو دوست بنا کر اس کی اطاعت کرتے ہیں مگر انہیں پھر مہلت دے دی اور ان سب کے لیے بھی موت کا بھی اور حساب کا بھی ایک وقت مقرر کر دیا مگر اس وعدے سے ہرگز نہ بھاگ سکیں گے اور نہ سرک جانے کا کوئی راستہ پائیں گے۔ پہلے ایسی بستیاں اور ان کے نشانِ عبرت کے لیے ابھی موجود ہیں جن کے رہنے والوں نے ظلم کیے گمراہی اختیار کی تو اللہ نے انہیں تباہ و برباد کر دیا اور ان کو بھی مہلت دی گئی مگر جب مقررہ وقت آیا تو تباہ ہو گئے۔

رکوع نمبر ۹ آیات ۶۰ تا ۷۰ سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵/۲۱

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤی
اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا ﴿٦٠﴾
فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَیْنِهِمَا نَسِیَا حُوْتَهُمَا
فَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿٦١﴾
فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا٘
لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿٦٢﴾
قَالَ اَرَءَیْتَ اِذْ اَوَیْنَاۤ اِلَى الصَّخْرَةِ
فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ وَمَاۤ اَنْسٰنِیْهُ اِلَّا
الشَّیْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ
فِی الْبَحْرِ عَجَبًا ﴿٦٣﴾
قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰۤی
اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿٦٤﴾
فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَاۤ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً
مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿٦٥﴾

اور جب موسیٰ نے اپنے شاگرد سے کہا کہ جب تک میں دو دریاؤں کے
ملنے کی جگہ نہ پہنچ جاؤں ہٹنے کا نہیں خواہ برسوں چلتا رہوں ﴿٦٠﴾
جب اُن کے ملنے کے مقام پر پہنچے تو اپنی مچھلی بھول گئے۔
تو اُس نے دریا میں سُرنگ کی طرح اپنا رستہ بنا لیا ﴿٦١﴾
جب آگے چلے تو (موسیٰ نے) اپنے شاگرد سے کہا کہ ہمارے
لیے کھانا لاؤ اس سفر سے ہم کو بہت تکان ہو گئی ہے ﴿٦٢﴾
(اس نے) کہا کہ بھلا آپ نے دیکھا کہ جب ہم نے پتھر کے
پاس آرام کیا تھا تو میں مچھلی (وہیں) بھول گیا۔ اور مجھے
(آپ سے) اُس کا ذکر کرنا شیطان نے بُھلا دیا۔ اور اُس نے
عجب طرح سے دریا میں اپنا رستہ لیا ﴿٦٣﴾
(موسیٰ نے) کہا یہی تو (وہ مقام) ہے جسے ہم تلاش کرتے
تھے تو وہ اپنے پاؤں کے نشان دیکھتے دیکھتے لوٹ گئے ﴿٦٤﴾
(وہاں) انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ دیکھا جس کو ہم نے اپنے
ہاں سے رحمت (یعنی نبوت یا نعمت ولایت) دی تھی اور اپنے پاس سے علم بخشا تھا ﴿٦٥﴾

60. And when Moses said unto his servant: I will not give up until I reach the point where the two rivers meet, though I march on for ages.

61. And when they reached the point where the two met, they forgot their fish, and it took its way into the waters, being free.

62. And when they had gone further, he said unto his servant : B ing us our breakfast. Verily we have found fatigue in this our journey.

63. He said : Didst thou see, when we took refuge on the rock, and I forgot the fish—and none but Satan caused me to forget to mention it—it took its way into the waters by a marvel.

64. He said: This is that which we have been seeking. So they retraced their steps again.

65. Then found they one of Our slaves, unto whom We had given mercy from Us, and had taught him knowledge from Our presence.

قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَنْ
تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿٦٦﴾
قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٦٧﴾
وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا ﴿٦٨﴾
قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا
أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ﴿٦٩﴾
قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ
شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٧٠﴾ ع

موسیٰ نے اُن سے (جنکا نام خضر تھا) کہا کہ جو علم (خدا کی طرف سے) آپکو سکھایا
گیا ہو اگر آپ اس میں سے مجھے کچھ بھلائی (کی باتیں) سکھائیں تو میں آپکے ساتھ رہوں ﴿۶۶﴾
(خضر نے) کہا کہ تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکو گے ﴿۶۷﴾
اور جس بات کی تمہیں خبر ہی نہیں اس پر صبر بھی کیونکر کر سکتے ہو ﴿۶۸﴾
موسیٰ نے کہا خدا نے چاہا تو آپ مجھے صابر پائیے گا اور میں
آپ کے ارشاد کے خلاف نہیں کروں گا ﴿۶۹﴾
(خضر نے) کہا اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہو تو (شرط یہ ہے) مجھ
سے کوئی بات نہ پوچھنا جب تک میں خود اسکا ذکر تم سے نہ کروں ﴿۷۰﴾

66. Moses said unto him: May I follow thee, to the end that thou mayst teach me right conduct of that which thou hast been taught?

67. He said: Lo! thou canst not bear with me.

68. How canst thou bear with that whereof thou canst not compass any knowledge?

69. He said: Allah willing, thou shalt find me patient and I shall not in aught gainsay thee.

70. He said: Well, if thou go with me, ask me not concerning aught till I myself mention of it unto thee.

اسرار و معارف

پ ۱۵ - ع ۲۱ : وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ ..... الی ..... لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا : ۶۰ تا ۷۰

جہاں تک ان لوگوں کے متکبرانہ رویے کا تعلق ہے تو وہ ایسا ہے کہ اگر کسی مقبولِ بارگاہ یعنی نبی اور رسول سے بھی کوئی کلمہ غیر ارادی طور پر بھی نکل جائے تو اس پر بھی تنبیہ کی جاتی ہے اور انہیں تعلیم فرمانے کے لیے آزمائش میں ڈال دیا جاتا ہے۔ جیسے پہلے گذر چکا کہ آپؐ نے فرمایا کل جواب دوں گا تو پندرہ روز وحی نہ آئی اور کفار نے بہت تمسخر اُڑایا پھر تعلیم فرمایا گیا کہ انشاء اللہ فرمایا کیجئے ایسے ہی موسیٰ علیہ السلام سے جو الوالعزم رسول اور کلیم اللہ تھے ایک چھوٹی سی بات صادر ہوئی تو انہیں تعلیم فرمانے کے لیے ایک پوری آزمائش سے گذارا گیا۔ اگر مقبولانِ بارگاہ سے غیر ارادی طور پر کوئی برائی کا حکم صادر ہو تو اس کا نتیجہ اتنا سخت ہو سکتا ہے تو کفار جو پہلے ہی بوجہ کفر غضبِ الٰہی کا نشانہ بن رہے ہیں متکبرانہ باتیں بھی کریں تو انہیں مزید گمراہی اور ہدایت سے محرومی کے سوا کچھ حاصل نہ ہو سکے گا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام سے کیا ہوا اور ان پر کیا بیتی کا احوال بھی سن لیجئے آگے ان آیات میں قصہ ارشاد ہوتا ہے جس کی مختصر روئداد حدیث شریف کے مطابق یہ ہے۔ صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا واقعہ اور خضر علیہ السّلام سے ملاقات

نے فرمایا کہ ایک بار موسیٰ علیہ السّلام سے لوگوں نے سوال کیا کہ رُوئے زمین پر سب سے زیادہ علم والا کون ہے تو آپؑ نے فرمایا میں سب سے زیادہ علم والا ہوں اگرچہ یہ بات تو حق تھی کہ آپؑ اولوالعزم رسُول تھے اور مکالمہ الٰہی آپؑ کو حاصل تھا مگر آپ کو تو تشریعی علوم دیئے گئے تھے جبکہ تکوینی امور فرشتوں وغیرہ کو ان کی ذمہ داریوں کے بارے عطا ہوتے ہیں۔ اسی طرح بعض انسانوں کو بھی اللہ کریم یہ ذمہ داری عطا کر دیتے ہیں۔ خصوصاً اولیاء اللہ کا ایک طبقہ جو خاص منازلِ قرب حاصل کر لیتا ہے۔ ان کی ارواح بعد وصال مَلَاءُ الاَعلیٰ یعنی عرشِ عظیم پر رہنے والے فرشتوں کی سی ہیئت میں ہو جاتی ہیں اور بعض سے فرشتوں کی طرح خدمت بھی لی جاتی ہے۔ جیسے مثال کے طور پر یہاں خضر علیہ السّلام کا واقعہ ارشاد ہُوا ہے گویا یہ دولت پہلی اُمتوں کو بھی نصیب تھی تو اُمّتِ محمدیہ میں تو یقیناً ہو گی اور ہے۔

کیا خضر علیہ السّلام نبی تھے یا کیا وہ زندہ ہیں یا تب تھے۔

اس پر یقیناً مختلف آراء ہیں جو دونوں احتمال بیان کرتی ہیں مگر تحقیق یہ ہے کہ خضر علیہ السّلام نبی نہ تھے نہ ان کی کسی کتاب کا تذکرہ ہے نہ کسی اُمّت کا بیان اور موسیٰ علیہ السّلام سے پہلے فوت ہو چکے تھے یہ تمام تکوینی اُمور ان کی رُوح انجام دے رہی ہے جیسے یہ کام فرشتے انجام دیتے ہیں تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ انہیں مدد کے لیے پکارنا بھی ویسا ہی جُرم اور گناہ ہو گا۔ جیسے فرشتوں کو کفار پکارا کرتے تھے۔

چنانچہ جب موسیٰ علیہ السّلام نے یہ جواب دیا تو حکم ہُوا کہ آپ معاملہ میرے سپرد کرتے اور کہہ دیتے کہ اللہ بہتر جانتا ہے یا اللہ نے مجھے سب سے زیادہ علم دیا ہے۔ اب آپ ہمارے ایک بندے سے ملئے جو مجمع البحرین میں ہے اور دیکھیے کہ ہم نے اپنے بندوں کو کیسے علوم سے نوازا ہے۔ چنانچہ آپ روانہ ہوئے تو یہی بات ان آیات میں ارشاد ہوتی ہے۔ جن کا مفہوم شروع ہوتا ہے

اور ساتھ حدیث شریف کے مطابق تشریح بیان ہوتی چلی جائے گی۔

جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے فرمایا کہ اب تو میں چلتا ہی رہوں گا تا آنکہ مجمع البحرین یعنی وہ جگہ جہاں دو سمندر یا دو دریا ملتے ہیں پا لوں خواہ مدت العمر چلنا ہی پڑے۔ حقبہ، قرنوں کے معنی میں آتا ہے مراد یہ ہے کہ چونکہ اللہ کا حکم ہے لہٰذا اگر ہمیشہ چلتے ہی بیت جائے تو بھی تعمیلِ ارشاد میں چلتا ہی رہوں گا۔ آپ کے ساتھ یوشع بن نون بحیثیت خادم تھے اور اللہ کا حکم ہوا کہ ایک مچھلی ساتھ رکھ لیں۔ جب مجمع البحرین پہ آپ پہنچیں گے تو وہ معجزانہ طور پر زندہ ہو کر پانی کے اندر چلی جائے گی وہاں آپ کی ملاقات اس بندے سے ہوگی۔

چنانچہ آپ چلتے رہے حتیٰ کہ ایک ایسی جگہ پہنچے اور ایک جگہ آرام فرمایا تو مچھلی کا خیال نہ رہا۔ حالانکہ وہ زندہ ہو کر نہ صرف پانی میں چلی گئی بلکہ جس طرف گئی پانی کے اندر ایک سُرنگ جیسا راستہ بنتا چلا گیا۔ آپ کو یاد نہ رہا اور اُٹھ کر آگے چل دیئے۔ لیکن اللہ کی شان آگے کے سفر نے آپ کو تھکا دیا اور جہاں رات بسر کی وہاں صبح اُٹھ کر ناشتہ طلب فرمایا تو کھانا نکالتے وقت خادم کو یاد آیا کہ میں عرض کرنا بھول گیا تھا۔ شاید ہم منزل سے آگے چلے آئے ہیں۔ اِس لیے آپ کو تھکاوٹ محسوس ہو رہی ہے

عجیب بات

یہ عجیب نکتہ ارشاد ہوا کہ خلوص کے ساتھ اللہ کی اطاعت میں کام کیا جائے تو تھکاوٹ نہیں ہوتی۔ اسی لیے اہل اللہ سے شب بھر کی عبادات کا پتہ ملتا ہے مگر ہم اگر عبادت کا بوجھ محسوس کرتے ہیں تو یہ دلیل ہے کہ اطاعت سے تجاوز ہو رہا ہے اور خلوص نہیں رہا۔ تو فوراً خادم کو یاد آیا عرض کرنے لگا کہ دیکھئے جب ہم نے وہاں چٹان پر آرام کیا تھا اور آپ سو رہے تھے تو مچھلی تو زندہ ہو کر پانی کے اندر چلی گئی اور جس طرف وہ گذرتی چلی گئی عجیب و غریب راستہ بنتا چلا گیا مگر میں آپ سے ذکر کرنا ہی بھول گیا اور یقیناً مجھے شیطان نے بُھلا کر دوسری باتوں میں لگا دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمیں وہی جگہ تو تلاش کرنا تھی۔ چنانچہ انہی نشانات پہ چلتے ہوئے واپس ہو لئے اور وہی راستہ دریافت کر لیا جہاں سے مچھلی گذر کر گئی تھی۔ تو وہاں میرے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا یعنی خضر علیہ السلام کو جنہیں ہم نے اپنی خاص رحمت اور مقبولیت عطا کر رکھی

تھی اور انہیں ایک خاص علم عطا فرمایا تھا جو انہوں نے بلا واسطہ ہماری ذات سے حاصل کیا تھا۔

کیا یہ نعمت صرف خضر علیہ السّلام کو عطا ہوئی؟

یہ فرمانا کہ میرے بندوں میں سے ایک بندہ ظاہر کرتا ہے کہ ایسے بہت بندے ہو سکتے ہیں جنہیں علمِ لدنی کی دولت نصیب ہوئی ہو اور یہ محض اللہ کی عطا سے اور بغیر معروف طریقہ اکتساب کے حاصل ہوتا ہے۔ اہلِ اللہ کو جن نعمتوں سے نوازا جاتا ہے یا دل روشن ہو کر جو کچھ پاتا ہے اس کی بُنیاد یہی علمِ لدنی ہے یہ الگ بات ہے کہ ہر شخص پہ عنایت جدا گانہ ہوتی ہے۔ علمِ لدنی کا یہ خاصہ ہے کہ متعلقہ موضوع ازخود دل سے دریا کی طرح ٹھاٹھیں مارتا ہوُا جاری ہو جاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السّلام نے ملاقات پر ان سے فرمایا کہ مجھے اللہ نے خبر دی ہے کہ آپ کو عجیب و غریب اور انوکھا علم عطا ہوُا ہے۔ اگر آپ راضی ہوں تو مجھے بھی اس میں سے سکھا دیں اور میں آپ کے ساتھ کچھ عرصہ رہوں۔

موسیٰ علیہ السّلام کی فضیلت

موسیٰ علیہ السّلام کی فضیلت تو مسلمہ ہے کہ اولوالعزم رسول تھے اور حضرتِ خضر ایک ولی اللہ مگر آپ کے علومِ نبوّت سے متعلقہ یعنی تشریعی تھے۔ اور حضرت خضر علیہ السّلام کے تکوینی امور سے متعلق۔ جنہیں آپ نے حاصل کرنا چاہا تو یہ مثال ایسی ہے جیسا کوئی بہت بڑا عالم اور فقیہ یا مفسّر و محدّث ہو سکتا ہے مگر اسے گاڑی چلانے کا فن نہ آتا ہو تو کسی ڈرائیور ہی سے سیکھے گا اور اس کی فضیلت اپنی جگہ کہ وہ دُوسرے علم اور دُوسرے وصف کے باعث ہے اس میں درس ہے کہ علما کو یہ فنون سیکھنے چاہئیں جو جہاد کے لیے کام دیں جیسے ہتھیار کا استعمال یا ڈرائیونگ وغیرہ اور اس شاگردی سے ان کا مرتبہ کم نہیں ہو جائے گا۔

خضر علیہ السّلام نے عرض کیا آپ برداشت نہیں کر پائیں گے کہ آپ کے پاس احکامِ شریعت ہیں جن کے مُطابق انسانوں کو عمل کرنا چاہیئے اور میں دُنیا سے گذر چکا آپ کی شریعت کا مکلّف تو ہوں نہیں۔ میرا کام براہِ راست کشف یا الہام کے تابع ہو گا اور تکوینی امور سے متعلّق ہو گا۔ لہٰذا آپ کو یقیناً نہ صرف عجیب لگے گا آپ اس پہ روک ٹوک تک کرنے سے خود کو باز نہ رکھ سکیں گے۔ موسیٰ علیہ السّلام

نے فرمایا آپ مجھے بہت صابر اور متحمّل مزاج بھی پائیں گے اور میں آپ کی ہر بات بھی مان کر چلوں گا۔

توخضر علیہ السّلام نے شرط لگا دی کہ ٹھیک ہے چلیئے مگر شرط یہ ہے کہ آپ مجھ سے جو کچھ بھی دیکھیں گے اس کے بارے میں سوال نہ کریں گے۔ حتیٰ کہ مَیں خود اس کی حقیقت آپ پہ بیان نہ کردوں۔

رکوع نمبر ۱۰ — آیات ۷۱ تا ۷۴ — سُبْحٰنَ الَّذِی ۱۵/۲۲

فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰۤی اِذَا رَكِبَا فِی السَّفِیْنَةِ خَرَقَهَا ؕ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَیْـًٔا اِمْرًا ﴿۷۱﴾

تو دونوں چل پڑے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو (خضر نے) کشتی کو پھاڑ ڈالا۔ (موسیٰ نے) کہا کیا آپ نے اسکو اسلئے پھاڑا ہے کہ سواروں کو غرق کردیں۔ یہ تو آپ نے بڑی (عجیب) بات کی ﴿۷۱﴾

71. So the twain set out till, when they were in the ship, he made a hole therein. (Moses) said: Hast thou made a hole therein to drown the folk thereof? Thou verily hast done a dreadful thing.

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ﴿۷۲﴾

(خضر نے) کہا۔ کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کرسکو گے ﴿۷۲﴾

72. He said: Did I not tell thee thou couldst not bear with me?

قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ وَلَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا ﴿۷۳﴾

(موسیٰ نے) کہا کہ جو بھول مجھ سے ہوئی اس پر مواخذہ نہ کیجیے۔ اور میرے معاملے میں مجھ پر مشکل نہ ڈالیے ﴿۷۳﴾

73. (Moses) said: Be not wroth with me that I forgot, and be not hard upon me for my fault.

فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰۤی اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِیَّةًۢ بِغَیْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ شَیْـًٔا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾

پھر دونوں چلے۔ یہاں تک کہ (رستے میں) ایک لڑکا ملا تو (خضر) نے اُسے مار ڈالا۔ (موسیٰ نے) کہا کہ آپ نے ایک بےگناہ شخص کو (ناحق) بغیر قصاص کے مار ڈالا۔ (یہ تو) آپ نے بری بات کی ﴿۷۴﴾ ۱۷۶ و

74. So the twain journeyed on till, when they met a lad, he slew him. (Moses) said: What! Hast thou slain an innocent soul who hath slain no man? Verily thou hast done a horrid thing.

اسرار و معارف

پ ۱۵ - ع ۲۱ - کے بعد کی چار آیات - فَانْطَلَقَا ..... الی ..... شیاءً نُکرًا - ۷۱ تا ۷۴

چنانچہ دونوں حضرات روانہ ہوئے یہاں تک کہ ایک کشتی میں سوار ہونا پڑا۔ اور اہلِ کشتی نے دو نیک سیرت انسان دیکھ کر بہت احترام کیا بلکہ حدیث شریف کے مطابق بغیر اُجرت لیے سوار کرلیا۔ مگر خضر علیہ السّلام نے ایک جگہ ہاتھ پھیرا تو کشتی کا تختہ چیر دیا جسے موسیٰ علیہ السّلام دیکھ رہے تھے۔ فوراً بول اُٹھے کہ یہ آپ کی کرامت ہے۔ بھلا جن لوگوں نے بڑی عزت سے ہمیں ساتھ سوار کرلیا ان کو بھی معاف نہ کیا اور پھاڑ کر رکھ دی اب اگر یہ تختہ یہاں سے اُکھڑ گیا تو یہ سب غرق نہ ہو جائیں

گے۔ آپ نے یہ معمولی حرکت نہیں کی بلکہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ حضرت خضرؑ نے عرض کیا میں نے تو پہلے یہ بات گوش گذار کر دی تھی کہ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے تو فرمانے لگے اچھا آپ میری اس بات سے درگذر فرمائیں کہ مجھے وہ وعدہ یاد ہی نہ رہا تھا ورنہ تو میرا کام بہت مشکل ہو جائے گا۔ آپ اتنی سی بات پہ گرفت نہ کیجئے۔ چنانچہ پھر روانہ ہوئے ایک جگہ سے گذرے تو ایک بچہ ملا جو کھیلتا پھر رہا تھا۔ حضرت خضر علیہ السّلام نے خرقِ عادت طریقے سے اسے قتل کر دیا اور خرقِ عادت یوں کہ بچے کا قتل معروف طریقے سے نہ تھا ورنہ تو ایک اور فساد شروع ہو جاتا۔ موسیٰ علیہ السّلام سے نہ رہا گیا۔ انہوں نے فرمایا بھئی وعدہ تو الگ رہا بھلا اس قدر شریعت کے خلاف ظلم و زیادتی پہ خاموش رہنا صحیح نہیں۔

علما کا کردار

گویا علماء کو خلافِ شریعت پہ گرفت کرنا ضروری ہے اور کسی بھی مصلحت کا شکار ہونا درست نہیں۔ چنانچہ فرمایا ایک معصوم بچے کو آپ نے قتل کر دیا اور بغیر کسی وجہ کے کر دیا کہ وہ کوئی قاتل یا شرعی طور پہ واجب القتل تو نہ تھا اور یہ بہت ناقابلِ برداشت بات ہے۔

رکوع نمبر ۱۱ آیات ۷۵ تا ۸۲ قال الم ۱۶

قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٧٥﴾
قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي ۖ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا ﴿٧٦﴾
فَانْطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ ۖ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا ﴿٧٧﴾
قَالَ هَٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ ۚ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ﴿٧٨﴾
أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ

(خضر نے) کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم سے میرے ساتھ صبر نہیں ہو سکے گا؟ ﴿۷۵﴾
انہوں نے کہا کہ اگر میں اس کے بعد (پھر) کوئی بات پوچھوں (یعنی اعتراض کروں) تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیے گا کہ آپ میری طرف سے عذر (کے قبول کرنے میں غایت) کو پہنچ گئے ﴿۷۶﴾
پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے اور ان سے کھانا طلب کیا۔ انہوں نے ان کی ضیافت کرنے سے انکار کیا۔ پھر انہوں نے وہاں ایک دیوار دیکھی جو (جھک کر) گرا چاہتی تھی تو (خضر نے) اس کو سیدھا کر دیا۔ (موسیٰ نے) کہا کہ اگر آپ چاہتے تو ان سے (اس کا) معاوضہ لیتے (تاکہ کھانے کا کام چلتا) ﴿۷۷﴾
(خضر نے) کہا کہ اب مجھ میں اور تم میں علیحدگی۔ (مگر) جن باتوں پر تم صبر نہ کر سکے میں ان کا تمہیں بھید بتائے دیتا ہوں ﴿۷۸﴾
(کہ وہ) جو کشتی (تھی) غریب لوگوں کی تھی جو دریا میں محنت

75. He said: Did I not tell thee that thou couldst not bear with me?

76. (Moses) said: If I ask thee after this concerning aught, keep not company with me. Thou hast received an excuse from me.

77. So they twain journeyed on till when they came unto the folk of a certain township, they asked its folk for food, but they refused to make them guests. And they found therein a wall upon the point of falling into ruin, and he repaired it. (Moses) said: If thou hadst wished, thou couldst have taken payment for it.

78. He said: This is the parting between thee and me! I will announce unto thee the interpretation of that thou couldst not bear with patience.

79. As for the ship, it

فِي الْبَحْرِ فَأَرَدتُّ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ
وَرَاءَهُم مَّلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ
غَصْبًا ﴿٧٩﴾

وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ
فَخَشِينَا أَن يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا ﴿٨٠﴾

فَأَرَدْنَا أَن يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ
زَكَاةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾

وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ
فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنزٌ لَّهُمَا
وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ
أَن يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنزَهُمَا
رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ۚ
ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِع عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾ ع

ا کر کے (یعنی کشتیاں چلا کر گزارہ) کرتے تھے اور ان کے سامنے
کی طرف ایک بادشاہ تھا جو ہر ایک کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا تو
میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کر دوں (تاکہ وہ اسے غصب نہ کر سکے) ﴿۷۹﴾

اور وہ جو لڑکا تھا اسکے ماں باپ دونوں مومن تھے ہمیں اندیشہ ہوا
کہ وہ (بڑا ہو کر بدکردار ہوگا کہیں) انکو سرکشی اور کفر میں نہ پھنسا دے ﴿۸۰﴾

تو ہم نے چاہا کہ ان کا پروردگار اسکی جگہ انکو اور بچہ عطا
فرمائے جو پاک طینتی میں بہتر اور محبت میں زیادہ قریب ہو ﴿۸۱﴾

اور وہ جو دیوار تھی سو دو یتیم لڑکوں کی تھی (جو) شہر میں
رہتے تھے اور اسکے نیچے ان کا خزانہ (مدفون) تھا اور ان کا
باپ ایک نیک آدمی تھا۔ تو تمہارے پروردگار نے چاہا کہ
وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائیں اور (پھر) اپنا خزانہ نکالیں۔
یہ تمہارے پروردگار کی مہربانی ہے اور یہ کام میں نے اپنی طرف سے
نہیں کئے۔ یہ ان باتوں کی حقیقت ہے جن پر تم صبر نہ کر سکے ﴿۸۲﴾

belonged to poor people working on the river,[2] and I wished to mar it, for there was a king behind them who was taking every ship by force.

80. And as for the lad, his parents were believers and we feared lest he should oppress them by rebellion and disbelief.

81. And we intended that their Lord should change him for them for one better in purity and nearer to mercy.

82. And as for the wall, it belonged to two orphan boys in the city, and there was beneath it a treasure belonging to them, and their father had been righteous, and thy Lord intended that they should come to their full strength and should bring forth their treasure as a mercy from their Lord; and I did it not upon my own command. Such is the interpretation of that wherewith thou couldst not bear.

اسرار و معارف

پ ۱۶ - ع ۱ - قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ ..... الی ..... مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا - ۷۵ تا ۸۲

خضر علیہ السلام نے کہا میں نے تو آپ سے پہلے کہہ دیا تھا کہ آپ برداشت نہ کر پائیں گے آپ شریعت کے محافظ جبکہ میں آپ کی شریعت کا مکلف نہیں ہوں۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بھئی ٹھیک ہے۔ ایک بار برداشت کر لیجئے اور مجھے دیکھ لینے دیں اگر پھر میں کوئی سوال کروں تو آپ میری راہ الگ کر دیجئے کہ اب بہت ہو چکا اور اس سے زیادہ عذر معذرت بھی مناسب نہیں۔

اولیاء اللہ شریعت کے مکلف ہیں

کسی آدمی کے غلط کام کو اس کے کشف پر محمول نہیں کیا جا سکتا کہ اولیاء اللہ شریعت کے مکلف ہوتے ہیں جب تک دنیا میں ہیں، اور بعد وصال کی عام آدمی کو خبر نہیں ہوتی۔ چنانچہ پھر روانہ ہوئے تو ایک بستی پہ گذر ہوا۔ جہاں انہیں کھانے کی طلب ہوئی مگر پوری بستی میں سے کسی نے بھی ان کی میزبانی قبول نہ کی اور کھانا نہ دیا وہاں ایک گھر کی دیوار پر نظر پڑی جو گرنے والی ہو رہی تھی۔

خضر علیہ السّلام نے بطور کرامت درست کر دی تو موسیٰ علیہ السّلام سے پھر رہا نہ گیا فرمایا آپ چاہتے تو مزدوری اور اجرت حاصل کر سکتے تھے۔ جس سے کھانے پینے کا سامان ہو سکتا تھا۔ بھلا آپ کو ایسی مفت کی کرامات کا کیا شوق چرایا جبکہ ہم ضرورت مند بھی ہیں تو انہوں نے کہا کہ اب آپ اور میں اپنی اپنی راہ لیتے ہیں اور جُدا ہوتے ہیں۔ لیکن مَیں آپ کو تشنہ نہ چھوڑوں گا بلکہ جو باتیں آپ کو عجیب لگی ہیں ان کی حقیقت عرض کیے دیتا ہوں۔

سب سے پہلی بات کشتی کی تھی تو اس کے مالک بہت غریب لوگ تھے جو اسی کشتی پر مزدوری کر کے اپنا اور اپنے کنبے کا پیٹ پالتے تھے مگر جس طرف وہ جا رہے تھے وہاں ایک جابر بادشاہ نے کشتیاں ضبط کرنے کا حکم دے رکھا تھا۔ چنانچہ میں نے ان کی کشتی کو عیب دار کر دیا کہ بادشاہ کے کارندے نقص دیکھ کر ضبط کریں گے اور بڑے نقصان سے محفوظ رہیں گے۔ دُوسری بات اس بچّے کی تھی تو وہ لڑکا ایک بہت نیک اور رضا رسیدہ میاں بیوی کا بیٹا تھا مگر اس کے مزاج میں بگاڑ تھا جو ہو سکتا ہے والدین ہی کے کسی گناہ کا نتیجہ ہو۔ غیر صالح غذا یا کوئی بھی بات۔ مگر اللہ نے انہیں مصیبت سے بچا لیا کہ لڑکا اگر بڑا ہوتا تو اس کے مزاج کا بگاڑ بھی بڑھتا اور یہ بُرائی اور کفر کو پھیلانے کا سبب بنتا۔ چنانچہ اللہ نے اس کے بدلے انہیں نیک بہتر اور محبت کرنے والی اولاد عطا کرنے کا فیصلہ فرمایا لہٰذا اُسے موت دے دی، رہی دیوار تو وہ دو یتیم بچّوں کی تھی جس کے نیچے ان کے لیے مال دفن تھا جو ان کے باپ نے رکھا تھا جو بہت نیک تھا تو اللہ کریم نے چاہا کہ تب تک اس کی حفاظت کی جائے کہ وہ خود جوان ہو کر اسے حاصل کر لیں اور یہ سب اللہ کے احسانات تھے۔ مَیں نے اپنی پسند سے کچھ بھی نہیں کیا یہ عالمِ اسباب ہے اور سُنّت اللہ ہے کہ ہر کام کے پیچھے ایک سبب ہوتا ہے چنانچہ اللہ نے مجھے ان امور کا سبب بنا دیا۔

نیک لوگوں سے فائدہ پہنچتا ہے

نیک والدین کا اثر اولاد کو فائدہ کی صُورت نصیب ہوتا ہے۔ دُنیا اور دین دونوں کے اعتبار سے اور محض اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ چنانچہ بزرگوں، علماء اور مشائخ کی اولاد کا احترام کرنا اور ان سے رعایت کا معاملہ کرنا چاہیئے۔ تو یہ وہ حالات تھے جن کے لیے یہ سب کچھ ظہُور پذیر ہُوا جس پر

آپ سے صبر نہیں ہو پا رہا تھا۔

رکوع نمبر ۱۲ — آیات ۸۳ تا ۱۰۱ — قال الم ۱۶ / ۲

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَن ذِى ٱلْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ
سَأَتْلُوا۟ عَلَيْكُم مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾

اور تم سے ذوالقرنین کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہہ دو
کہ میں اس کا کسی قدر حال تمہیں پڑھ کر سناتا ہوں ﴿۸۳﴾

83. They will ask thee of Dhû'l-Qarneyn. Say: I shall recite unto you a remembrance of him.

إِنَّا مَكَّنَّا لَهُۥ فِى ٱلْأَرْضِ وَءَاتَيْنَـٰهُ مِن
كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ﴿٨٤﴾

ہم نے اُس کو زمین میں بڑی دست رس دی تھی اور ہر طرح
کا سامان عطا کیا تھا ﴿۸۴﴾

84. Lo! We made him strong in the land and gave him unto everything a road.

فَأَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٥﴾

تو اُس نے (سفر کا) ایک سامان کیا ﴿۸۵﴾

85. And he followed a road.

حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ ٱلشَّمْسِ وَجَدَهَا
تَغْرُبُ فِى عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِندَهَا
قَوْمًا ۗ قُلْنَا يَـٰذَا ٱلْقَرْنَيْنِ إِمَّآ أَن تُعَذِّبَ
وَإِمَّآ أَن تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ﴿٨٦﴾

یہاں تک کہ جب سورج کے غروب ہونے کی جگہ پہنچا تو اُسے
ایسا پایا کہ ایک کیچڑ کی ندی میں ڈوب رہا ہے اور اُس (ندی) کے
پاس ایک قوم دیکھی ہم نے کہا ذوالقرنین! تم انکو خواہ تکلیف دو
خواہ اُن کے بارے میں بھلائی اختیار کرو (دونوں باتوں کی تمکو قدرت ہے) ﴿۸۶﴾

86. Till, when he reached the setting-place of the sun, he found it setting in a muddy spring, and found a people thereabout: We said: O Dhû'l-Qarneyn! Either punish or show them kindness.

قَالَ أَمَّا مَن ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُۥ
ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِۦ فَيُعَذِّبُهُۥ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿٨٧﴾

(ذوالقرنین نے) کہا کہ جو (کفر و بدکرداری سے) ظلم کریگا اُسے ہم عذاب دینگے
پھر (جب) وہ اپنے پروردگار کی طرف لوٹایا جائیگا تو وہ بھی اُسے بُرا عذاب دیگا ﴿۸۷﴾

87. He said: As for him who doth wrong, we shall punish him, and then he will be brought back unto his Lord Who will punish him with awful punishment!

وَأَمَّا مَنْ ءَامَنَ وَعَمِلَ صَـٰلِحًا فَلَهُۥ جَزَآءً
ٱلْحُسْنَىٰ ۖ وَسَنَقُولُ لَهُۥ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ﴿٨٨﴾

اور جو ایمان لائیگا اور عمل نیک کریگا اسکے لئے بہت اچھا بدلہ ہے اور ہم
اپنے معاملے میں (اس پر کسی طرح کی سختی نہیں کرینگے بلکہ) اس سے نرم بات کہینگے ﴿۸۸﴾

88. But as for him who believeth and doth right, good will be his reward, and we shall speak unto him a mild command.

ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٩﴾

پھر اُس نے ایک اور سامان (سفر کا) کیا ﴿۸۹﴾

89. Then he followed a road.

حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ ٱلشَّمْسِ وَجَدَهَا
تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَل لَّهُم مِّن
دُونِهَا سِتْرًا ﴿٩٠﴾

یہاں تک کہ سورج کے طلوع ہونیکے مقام پر پہنچا تو دیکھا
کہ وہ ایسے لوگوں پر طلوع کرتا ہے جن کیلئے ہم نے سورج
کے اس طرف کوئی اوٹ نہیں بنائی تھی ﴿۹۰﴾

90. Till, when he reached the rising-place of the sun, he found it rising on a people for whom We had appointed no shelter therefrom.

كَذَٰلِكَ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾

(حقیقت الحال) یوں تھی اور جو کچھ اُسکے پاس تھا ہمکو سب کی خبر تھی ﴿۹۱﴾

91. So (it was). And We knew all concerning him.

ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٩٢﴾

پھر اُس نے ایک اور سامان کیا ﴿۹۲﴾

92. Then he followed a road.

حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ ٱلسَّدَّيْنِ وَجَدَ مِن
دُونِهِمَا قَوْمًا لَّا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا ﴿٩٣﴾

یہاں تک کہ دو دیواروں کے درمیان پہنچا، تو دیکھا کہ اُنکے
اس طرف کچھ لوگ ہیں کہ بات کو سمجھ نہیں سکتے ﴿۹۳﴾

93. Till, when he came between the two mountains, he found upon their hither side a folk that scarce could understand a saying.

قَالُوا۟ يَـٰذَا ٱلْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَ
مَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِى ٱلْأَرْضِ فَهَلْ
نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَىٰٓ أَن تَجْعَلَ
بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿٩٤﴾

اُن لوگوں نے کہا کہ ذوالقرنین! یاجوج اور ماجوج
زمین میں فساد کرتے رہتے ہیں۔ بھلا ہم آپ کے
لئے خرچ (کا انتظام) کر دیں کہ آپ ہمارے اور اُن کے
درمیان ایک دیوار کھینچ دیں ﴿۹۴﴾

94. They said: O Dhû'l-Qarneyn! Lo! Gog and Magog are spoiling the land. So may we pay thee tribute on condition that thou set a barrier between us and them?

قَالَ مَا مَكَّنِّى فِيهِ رَبِّى خَيْرٌ
فَأَعِينُونِى بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ
وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿٩٥﴾

(ذوالقرنین نے) کہا کہ خرچ کا جو مقدور خدا نے مجھے بخشا
ہے وہ بہت اچھا ہے۔ تم مجھے قوت (بازو) سے مدد دو۔
میں تمہارے اور اُنکے درمیان ایک مضبوط اوٹ بنا دونگا ﴿۹۵﴾

95. He said: That wherein my Lord hath established me is better (than your tribute). Do but help me with strength (of men). I will set between you and them a bank.

اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ ؕ حَتّٰۤی اِذَا سَاوٰی
بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰۤی
اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِیْۤ اُفْرِغْ
عَلَیْهِ قِطْرًا ؕ ﴿٩٦﴾

تو تم لوہے کے بڑے بڑے تختے لاؤ (چنانچہ کام جاری کر دیا گیا) یہاں تک کہ جب اس نے دونوں پہاڑوں کے درمیان (کا حصہ) برابر کر دیا (اور) کہا کہ (اب اسے) دھونکو یہاں تک کہ جب اسکو (دھونک دھونک کر) آگ کر دیا تو کہا کہ (اب) میرے پاس تانبا لاؤ کہ اس پر پگھلا کر ڈال دوں ﴿٩٦﴾

96. Give me pieces of iron —till, when he had levelled up (the gap) between the cliffs, he said: Blow!—till, when he had made it a fire, he said: Bring me molten copper to pour thereon.

فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَ مَا
اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿٩٧﴾

پھر ان میں یہ قدرت نہ رہی کہ اس پر چڑھ سکیں اور نہ یہ طاقت رہی کہ اس میں نقب لگا سکیں ﴿٩٧﴾

97. And (Gog and Magog) were not able to surmount, nor could they pierce (it).

قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ ۚ فَاِذَا جَآءَ
وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَ كَانَ وَعْدُ
رَبِّیْ حَقًّا ؕ ﴿٩٨﴾

بولا کہ یہ میرے پروردگار کی مہربانی ہے جب میرے پروردگار کا وعدہ آ پہنچے گا تو اس کو (ڈھا کر) ہموار کر دیگا. اور میرے پروردگار کا وعدہ سچا ہے ﴿٩٨﴾

98. He said: This is a mercy from my Lord; but when the promise of my Lord cometh to pass, He will lay it low, for the promise of my Lord is true.

وَ تَرَكْنَا بَعْضَهُمْ یَوْمَىِٕذٍ یَّمُوْجُ فِیْ
بَعْضٍ وَّ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ
جَمْعًا ۙ ﴿٩٩﴾

(اس روز) ہم ان کو چھوڑ دینگے کہ (روئے زمین پر پھیل کر) ایک دوسرے میں گھس جائیں گے اور صور پھونکا جائیگا تو ہم سب کو جمع کر لیں گے ﴿٩٩﴾

99. And on that day We shall let some of them surge against others, and the Trumpet will be blown. Then We shall gather them together in one gathering:

وَّ عَرَضْنَا جَهَنَّمَ یَوْمَىِٕذٍ لِّلْكٰفِرِیْنَ
عَرْضًا ۙ ﴿١٠٠﴾

اور اس روز جہنم کو کافروں کے سامنے لائیں گے ﴿١٠٠﴾

100. On that day We shall present hell to the disbelievers, plain to view,

الَّذِیْنَ كَانَتْ اَعْیُنُهُمْ فِیْ غِطَآءٍ
عَنْ ذِكْرِیْ وَ كَانُوْا لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ
سَمْعًا ۠ ﴿١٠١﴾ ع

جن کی آنکھیں میری یاد سے پردے میں تھیں اور وہ سننے کی طاقت نہیں رکھتے تھے ﴿١٠١﴾

101. Those whose eyes were hoodwinked from My reminder, and who could not bear to hear.

اسرار و معارف

پ ١٦ - ع ٢ :- وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ..... الی ..... لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ٨٣ تا ١٠١

آپ سے ذوالقرنین کے بارے سوال کرتے ہیں کہ یہ ایک بہت عظیم الشان بادشاہ گذرا تھا اور اس کے بہت سے قصے مشہور و معروف تھے۔ ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھے تو کفارِ مکہ نے آپ ﷺ پر سوال کیا کہ اگر آپ ﷺ نبی ہیں اور آپ ﷺ پر وحی آتی ہے تو آپ ﷺ اس کے بارے صحیح اور درست بات ارشاد فرمائیے۔

ذی القرنین کون تھا

ذوالقرنین کا نام قرآن نے نہیں دیا بلکہ پہلے سے مشہور تھا اور اسی نام سے مشہور تھا اور اسی نام سے سوال ہوا تھا۔ یہ نام کیوں تھا۔

اس کی مختلف وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ بعض کے مطابق اس کے سر پر دو چوٹیاں تھیں تو بعض نے کہا کہ دو سینگ نما چیزیں تھیں اور بعض کی رائے میں سر پہ دونوں جانب زخم کے نشان تھے۔ نام سکندر اور لقب ذوالقرنین تھا۔ قرآن نے اس کے مومن صالح اور عظیم حکمران ہونے کی خبر دی ہے۔ اس کے علاوہ اسرائیلی روایات ہیں جن کا اعتبار نہیں ہاں اس نام کے کئی لوگ گذرے ہیں جن کے نام بھی سکندر ہی تھے اور ان سب میں آخر وہ سکندر تھا جو مقدونیہ کا رہنے والا اور سکندر اعظم مشہور ہے اسے ذوالقرنین قرار نہیں دیا جا سکتا کہ وہ مومن نہ تھا بلکہ مشرک تھا اور آتش پرست تھا۔ ارسطو اسی کا وزیر تھا۔ یہ ذوالقرنین البدایہ والنہایہ کے مطابق ابراہیم علیہ السّلام کے زمانے میں ہُوا ہے۔ واللہ اعلم۔

بہر حال ارشاد ہُوا کہ ان سے کہیے مَیں تمہیں اس کا کچھ احوال سناتا ہوں گویا یہ تفصیل جو ضروری نہیں خود کتاب اللہ میں مذکور نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ اللہ نے اُسے بہت مضبُوط سلطنت بخشی تھی۔

حکُومت بھی بہُت بڑی نعمت ہے

اور اس کے پاس سلطنت کی بقا اور دشمنوں سے مقابلہ کے تمام اسباب مہیّا تھے۔ کہ حکومت واقتدار اگر اللہ کی اطاعت کے ساتھ نصیب ہو تو بہت ہی بڑی نعمت ہے۔

چنانچہ وہ ایک سمت نکلا اور شہروں پہ شہر اور علاقے فتح کرتا ہُوا انتہائی مغرب میں جا پہنچا۔ جہاں آگے خشکی نہ تھی بلکہ حدِّ نگاہ پر سُورج سیاہ دلدل یعنی سمندر میں ڈُوبتا ہُوا لگتا تھا۔ وہاں اُسے ایک کافر اور انتہائی ظالم قوم سے واسطہ پڑا جن پر وہ غالب آیا اور اللہ کی طرف سے ارشاد ہُوا

ولی سے بھی خطاب ممکن ہے

کہ اے ذُوالقرنین انہیں سزا دے یا حسنِ سلوک کرے تجھے اس کا اختیار ہے۔ یہاں بعض علمائنے فرمایا ہے کہ ممکن ہے وہ نبی ہو اور یہ بذریعہ وحی خطاب ہُوا ہو۔ بعض کے مطابق حضرت خضر اس کے معاون تھے۔ ان کے ذریعے ہُوا اگر ان کی نبوّت پہ بھی کوئی دلیل نہیں تو یہ بھی ممکن ہے کہ خود اسے الہام یا القا ہُوا کہ ولی سے خطاب بھی ہو سکتا ہے جیسے موسیٰ علیہ السّلام کی والدہ سے ہُوا اور انہوں نے اس پر عمل بھی کیا۔ لہٰذا اس نے فیصلہ کیا کہ اگر یہ لوگ باز آ گئے اور تائب ہو گئے۔ تو بہتر ورنہ جو ظلم پہ

قائم رہے انہیں ضرور سزا دوں گا اور قتل کئے جائیں گے۔ مگر کفر کے مقابل تو یہ سزا بھی بہت معمولی ہے اصل سزا تو انہیں قتل ہونے کے بعد ملے گی جب برزخ اور آخرت میں پہنچیں گے تو اللہ انہیں سخت عذاب دے گا۔ ہاں جن کو ایمان نصیب ہو گیا اور انہوں نے اپنا کردار درست کر لیا اور صالح اعمال اختیار کئے تو ان پر کوئی سختی نہ کی جائے گی بلکہ انعامات سے نوازے جائیں گے اور عزت و احترام پائیں گے۔

پھر وہ سفر پہ نکلا تو انتہائے مشرق تک جا پہنچا یوں نظر آتا تھا جیسے سورج یہیں سے طلوع ہوتا ہے کہ زمین اور خشکی کی حد ختم ہو گئی اور وہاں ایسی قوم سے واسطہ پڑا جو کھلے آسمان تلے رہنے کے عادی تھے اور گھر نام کی کوئی شے نہ بناتے تھے ان سے بھی وہی معاملہ کیا جو اہلِ مغرب سے کیا تھا کہ یہ جو بات بتائی جا رہی ہے یہ اس کی حقیقی خبر ہے۔ محض قصہ کہانی کی طرح کی بات نہیں۔

پھر تیسری جانب متوجہ ہوا مفسرین کے مطابق شرق و غرب کی تسخیر کے بعد شمال کا عزم کیا اور بلند پہاڑوں کے درمیان ایسی قوم کو پایا جن کے پاس کوئی لغت نہ تھی۔ اور نہ علم کے ذرائع تھے کہ وہ باشعور ہوتے تو انہوں نے کہا اے ذوالقرنین ہمیں تو یاجوج و ماجوج کی تباہی کا سامنا ہی پریشان کئے رکھتا ہے اور ہم کچھ بھی تو کر نہیں پاتے۔ نہ قیامِ امن کی کوئی صورت ہے نہ تحصیلِ علم کی۔

یاجوج و ماجوج کیا ہیں

اس موضوع پر بہت طویل بحثیں کی گئی ہیں۔ جن کا حاصل یہ ہے کہ انسانوں ہی میں سے ایک بے حد وحشی قوم شمال کے علاقوں میں اسی سدِ سکندری کے پیچھے قید ہے جو قربِ قیامت میں نکلے گی اور روئے زمین کو تاخت و تاراج کر دے گی اور پھر اللہ کے حکم اور عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے کسی وبا میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے گی۔ یہ سب ظہورِ دجال، نزولِ عیسیٰؑ اور یاجوج و ماجوج قیامت سے پہلے کے واقعات ہیں جو ظہور پذیر ہوں گے۔ چنانچہ انہوں نے عرض کیا کہ اگر آپ ان سے حفاظت کا کوئی طریقہ بتا دیں یا ان کے اور ہمارے درمیان دیوار کھڑی کر دیں تو ہم اس کے لیے ٹیکس اور مالی معاونت کو تیار ہیں۔ آپ نے کہا کہ مال و دولت تو مجھے میرے رب نے بہت دے رکھا ہے ہاں تم کام کر کے دو اور افرادی قوت سے میری مدد کرو تو میں اس درے میں ایک ناقابلِ شکست دیوار بنا دوں۔ چنانچہ اس نے لوہے کی موٹی چادریں منگوائیں اور اسطرح

ان کی دیوار بنائی کہ دونوں پہاڑوں کے درمیان کو بھر کر برابر کر دیا۔ پھر انہیں گرم کرانا شروع کر دیا جب وہ سب گرم ہو کر آگ کی طرح دہکنے لگیں تو ان پر پگھلا ہُوا تانبہ ڈلوا دیا اور یوں وہ سب ایک جان ہو کر ایک بہت مضبُوط دیوار بن گئی تو کہا لو اب نہ تو وُہ اس پر چڑھ سکیں گے کہ اس کی سطح ایسی نہیں کہ اُوپر چڑھا جا سکے اور بہت مضبُوط ہے نہ ہی اس میں سُوراخ کر سکیں گے۔ یہ دیوار اور اس کے بنانے کی توفیق سب ہی تو میرے رب کی رحمت ہے ہاں جب اللہ کا وعدہ آئے گا اور وہ انہیں راستہ دینا چاہے گا تو اس کی مضبوطی وغیرہ کچھ نہ رہے گی اور یہ تباہ ہو جائے گی کہ میرے پروردگار کے وعدے یقینی طور پر سچے ہیں۔

اور جب ان کے نکلنے کا زمانہ آئے گا تو ایک سیلاب کی طرح ملکوں پہ بڑھتے اور تباہ کرتے چلے آئیں گے اور ہر شے کو تاراج کر دیں گے۔ یہ قربِ قیامت کا زمانہ ہو گا کہ پھر اس کے بعد ہی واقعاتِ قیامت شروع ہو جائیں گے اور صُور پھُونکے جائیں گے دُنیا کی بساط لپیٹ جائے گی اور کفار جہنّم کو رُو برُو پائیں گے۔ وہ لوگ جو دُنیا میں محو ہو کر میری یاد بھُول چکے تھے اور ایمان تک نہ لائے اور احقاق حق کی پرواہ تک نہ کی بلکہ سُنی اَن سُنی کرتے رہے۔

رکوع نمبر ۱۳   آیات ۱۰۲ تا ۱۱۰   قال الم ۱۶/۳

102. Do the disbelievers reckon that they can choose my bondmen as protecting friends beside Me? Lo! We have prepared hell as a welcome for the disbelievers.	کیا کافر یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے بندوں کو ہمارے سوا اپنا کارساز بنائیں گے (تو ہم خفا نہیں ہونگے) ہم نے (ایسے) کافروں کیلئے جہنم کی مہمانی تیار کر رکھی ہے ﴿۱۰۲﴾	اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَاۗءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾
103. Say: Shall We inform you who will be the greatest losers by their works?	کہہ دو کہ ہم تمہیں بتائیں جو عملوں کے لحاظ سے بڑے نقصان میں ہیں ﴿۱۰۳﴾	قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾
104. Those whose effort goeth astray in the life of the world, and yet they reckon that they do good work.	وہ لوگ جن کی سعی دُنیا کی زندگی میں برباد ہو گئی۔ اور وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اچھے کام کر رہے ہیں ﴿۱۰۴﴾	اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾
105. Those are they who disbelieve in the revelations of their Lord and in the meeting with Him. Therefore their works are vain, and on the Day of Resurrection We assign no weight to them.	یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں اور اسکے سامنے جانے سے انکار کیا تو ان کے اعمال ضائع ہو گئے اور ہم قیامت کے دن ان کیلئے کچھ بھی وزن قائم نہیں کرینگے ﴿۱۰۵﴾	اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَاۗىِٕهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا
وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ﴿۱۰۶﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾
قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ
رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ
كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾
قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ
اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ
كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا
ع صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾

یہ اُنکی سزا ہے یعنی جہنم۔ اسلئے کہ انہوں نے کفر کیا اور
ہماری آیتوں اور ہمارے پیغمبروں کی ہنسی اُڑائی ﴿۱۰۶﴾
جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کئے اُن کے لئے
بہشت کے باغ مہمانی ہوں گے ﴿۱۰۷﴾
ہمیشہ اُن میں رہیں گے اور وہاں سے مکان بدلنا نہ چاہیں گے ﴿۱۰۸﴾
کہدو کہ اگر سمندر میرے پروردگار کی باتوں کے (لکھنے کے) لئے
سیاہی ہو تو قبل اسکے کہ میرے پروردگار کی باتیں تمام ہوں
سمندر ختم ہو جائے اگرچہ ہم ویسا ہی اور اسکی مدد کو لائیں ﴿۱۰۹﴾
کہدو کہ میں تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں۔ (البتہ) میری طرف
وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (وہی) ایک معبود ہے۔ تو جو شخص اپنے پروردگار
سے ملنے کی امید رکھے چاہئے کہ عمل نیک کرے اور اپنے
پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے ﴿۱۱۰﴾

106. That is their reward: hell, because they disbelieved, and made a jest of Our revelations and Our messengers.
107. Lo! those who believe and do good works, theirs are the Gardens of Paradise for welcome.
108. Wherein they will abide, with no desire to be removed from thence.
109. Say: Though the sea became ink for the Words of my Lord, verily the sea would be used up before the Words of my Lord were exhausted, even though We brought the like thereof to help.
110. Say: I am only a mortal like you My Lord inspireth in me that your God is only One God. And whoever hopeth for the meeting with his Lord, let him do righteous work, and make none sharer of the worship due unto his Lord.

اسرار و معارف

پ ۱۶ - ع ۳ :- افحسب الذین کفروا ..... الی .... ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا - ۱۰۲ تا ۱۱۰

یہ سب حالات و واقعات تو عظمتِ الٰہی پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ سب بھی سُن اور جان کر کفار اللہ کے سوا دوسروں ہی کی عبادت پہ اصرار کرتے ہیں جو خود اللہ کی مخلوق اور اس کے بندے ہیں تو پھر یہ بھی جان لو کہ ایسے کفار کی مہمانی کے لیے جہنم دہک رہا ہے۔ آپ اُنہیں فرما دیجئے کہ ان لوگوں کے حال سے مطلع نہ کر دوں جو سب سے زیادہ نقصان اُٹھانے والے ہیں تو وہ لوگ یقیناً ایسے ہی لوگ ہیں جن کی دُنیا کی سب محنت اکارت گئی اور وہ خود کو بہت کامیاب تصور کرتے رہے۔

خلاف شریعت عمل خسارہ ہے

یعنی زندگی بھر محنت، دولت کمائی اقتدار حاصل کیا یا شان و شوکت سے رہے اور سمجھا کئے کہ ہم کامیاب ہیں۔ مگر خلاف شریعت ساری محنت اور زندگی بھر کا عمل نہ صرف ضائع گیا بلکہ اُلٹا باعثِ عذاب بن گیا لہٰذا ایسے لوگ سب سے زیادہ نقصان اُٹھانے والے رہے۔

ان کے اعمال کے ضیاع کا باعث ان لوگوں کا کفر ہے کہ نہ انہوں نے اللہ کے احکام کو تسلیم کیا

اور نہ آخرت اور اللہ کے حضور حاضری پہ ایمان لائے چنانچہ اگر ان سے اتفاقاً کوئی اچھا کام بھی ہُوا تو اس کی بنیاد ایمان پر نہ تھی لہٰذا وہ انہوں نے آخرت کے لیے تو کیا ہی نہ تھا اس کا آخرت پہ کوئی اثر مرتّب نہ ہو سکا اور یوں وہ اپنے کیے کی سزا میں جہنّم رسید ہُوئے۔ یہ خود کو بہت بڑا دانشور شمار کرتے تھے اور انبیاء کا مذاق اُڑاتے اور میرے احکام کو ناقابلِ عمل کہتے تھے۔ اسی لمحے جب ان کے لیے دوزخ کا اعلان ہو رہا ہو گا میرے ایماندار اور اطاعت شعار بندوں کو انعامات سے نوازا جا رہا ہو گا اور ان کی مہمانداری کے لیے جنّت کو سنوارا جائے گا جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور ہر آن نئی لذتوں سے سرشار ہو کر کبھی سیر نہ ہوں گے کہ کہیں اور جانے کا خیال بھی دل میں لائیں۔ اگر کسی کو یہ خیال گذرے کہ اتنی زیادہ لذّتیں اور ذائقے کیسے بن سکتے ہیں۔ تو آپ کہہ دیجیے کہ اگر سمندروں کو بطور سیاہی استعمال کیا جا سکے تو اللہ کی شان اس کے اوصاف و کمالات کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔ حتیٰ کہ لکھتے لکھتے نہ صرف سمندر ختم ہو جائیں بلکہ اتنے اور سمندر بھی اس میں شامل کر لیے جائیں۔ لہٰذا یہ ذائقے بنانا بھی اسی کا کام ہے۔ فرما دیجئے کہ مَیں نے اپنی ذات کو معبُود بنانے کا نہیں کہا بَس تو خود تمہاری طرح انسان ہوں، اولادِ آدم میں سے ہوں۔ ہاں حق یہ ہے کہ تم محض عام انسان ہو اور مَیں اللہ کا رسُول ہوں کہ مجھ پر اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے۔ احترام و عظمتِ رسالت بجا مگر مَیں ہوں آدمی ہی لہٰذا میری بھی پُوجا نہ کرو بلکہ اپنے پروردگار سے ملنے کی تیاری کرو۔ جس کا حُسن دو باتوں میں ہے کہ اعمالِ صالح کرو۔ یعنی اپنی دانشوری نہ جتاؤ، اللہ کے حکم اور نبی کی سُنّت کے مطابق کام کرو اور کبھی بھی اور کسی طرح بھی ذات یا صفات میں اللہ کے ساتھ شرک مت کرو۔ جو سب عبادات کو تباہ کر دیتا ہے۔

تمت بالخیر